مسئلہ تحریف قرآن
(ممتازقریشی /ابوهشام)

واٹس آپ گروپ

مباحثہ شیعہ سنی مباحثہ

تاریخ: 23 /26 اگست 2019

قسط 1

گذشتہ دنوں شیعہ عالم سے تحریف قرآن پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اصول کافی کی ایک صحیح السند روایت اور اس کی توثیق کی روشنی میں کی گئی گفتگو مکمل دیانتداری کے ساتھ اصل اسکینز اور دلائل اور وضاحتوں کو شامل کر کے پانچ اقساط میں محفوظ کی گئی اور اب مکمل پی ڈی ایف میں من وعن پیش کی جارہی ہے۔

عوام الناس کی آگاہی کے لئے اور شیعیت کا اصل چہرہ بے نقاب کرنے کے لئے اسے خود بھی پڑھیں اور اپنے عزیز و اقارب تک بھی پہنچائیں۔

پہلی قسط بمعہ اہم نکات ملاحظہ فرمائیں۔

♦ اہل سنت مؤقف:

اہل تشیع کی صحیح السند روایت میں تحریف القرآن کا بیان ہونا اور اس روایت کی توثیق اور وضاحت میں شیعہ جیّد علماء کا اقرار کہ قرآن کریم میں نقص، تغییر ہوا ہے اور قرآن کا کچھ حصہ ساقط کردیا گیا ہے۔

♦ شیعہ عالم سے سوال:

اگر شیعہ تحریف قرآن کا عقیدہ نہیں رکھتے تو صریح تحریف بیان کرنے والی روایات کی توثیق اور تحریف کی تائید شیعہ جیّد علماء نے کیوں بیان کی ہے؟ جبکہ شیعہ اصول کے مطابق قرآن کے خلاف کوئی روایت قبول نہیں کی جاتی۔

◆ شیعہ عالم ابوھشام نے پہلے صورت اور علمی حیثیت پر تنقید کی۔ داڑھی کی اہمیت بتاتے ہوئے مجھے فاسق کہہ کر اپنے حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا۔

میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور تسلیم کیا کہ نہ صرف سنت بلکہ فرائض پر بھی عمل درآمد میں کوتاہیاں ہوتی ہیں اور بقول قرآن انسان سراسر خسارے میں ہے اور اپنی جانوں پر ظلم کرتا ہے۔

اس کے بعد یہ شکایت ختم کر کے ابوھشام کو اصل اختلافی موضوع پر گفتگو کرنا تھی، لیکن اس کے بعد ابوھشام اس فکر میں رہے کہ میں اہل تشیع کتب کے بارے میں کیا جانتا ہوں، شیعہ اصول حدیث کونسے ہیں۔ مجھے عربی آتی ہے کہ نہیں، اعراب کے ساتھ عربی پڑھ سکتا ہوں یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ

◆ قسط 1 میں ابوھشام کے لرزہ خیز اعترافات:

1۔ قول معصوم کی تصحیح اور تحریف قرآن کا اقرار کرنے والے علماء کو ان کی ذاتی رائے قرار دے دیا، اور ان کی مذمت نہی کی! یعنی اگر کوئی شیعہ قرآن میں تحریف کا قائل ہو تو کوئی مسئلہ نہیں، اس کی مرضی ہے جو چاہے سمجھتا رہے!!

2۔ اہل تشیع کے ہاں سند ثانوی حیثیت رکھتی ہے، بلکہ کوئی اہمیت نہیں رکھتی، اصل اہمیت متن کی ہے ، سند ضعیف بھی قبول ہے ۔

♦ قسط 1 میں ابوھشام نے مندرجہ ذیل باتیں کہہ کر وقت ضایع کیا۔

– ذاتی حملے اور فریق مخالف کی علمیت پر بار بار تنقید۔

– کسی اور مناظرے کا قصہ۔

– دفاع سے پہلے اہل سنت پر جوابی اعتراضات۔

♦ قسط 1 میں شیعہ عالم کا اعتراض جس کا فورآ تحقیقی رد پیش کردیا گیا۔

– بسم اللہ کی حیثیت پر علماء اہل سنت کا اختلاف تحریف قرآن ہے!! معاذاللہ (ابوھشام)

بسم اللہ کی حیثیت پر علمائے اہل سنت کے باہمی اختلاف

(ایک تحقیق)

سب سے پہلے اس مشہور اختلاف کو سمجھتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کے درمیان یہ اختلاف اصل میں کیا ہے۔

♦ اہل سنت کے تمام علماء کرام اور اہل تشیع کے تمام علمائے کرام کا اس پر مکمل اتفاق ہے کہ

آیت (بسم اللہ الرحمن الرحیم) قرآن پاک کی سورہ نمل کی ایک آیت ہے۔

" انہ من سلیمن وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم " (سورت نمل 30)

اس کے علاوہ تمام مسالک کے تمام علمائے کرام کی ایک ہی رائے ہے کہ نبی کریم اور صحابہ کرام نے اللہ کی کتاب کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کیا۔

اس حقیقت سے اہل تشیع کا انکار اور بار بار صراحت سے یہ کہنا کہ امت کی اکثریت بسم اللہ کی منکر ہے، نہ صرف بدنیتی، بلکہ واضح طور پر تمام مسالک کے تمام علمائے کرام بشمول اہل تشیع علمائے کرام کی رائے کو بھی رد کرنا ہے۔

اب آتے ہیں اس مؤقف یا استدلال پر جو اہل تشیع عام طور پر پیش کر کے امت مسلمہ پر بہتان لگاتے ہیں کہ وہ تحریف قرآن کی قائل ہے۔ (معاذاللہ ثم معاذ اللہ)

بسم اللہ کی حیثیت پر علمائے اہل سنت کے بیچ یہ اختلاف ہرگز نہیں کہ بسم اللہ قرآن پاک کی آیت ہے یا نہیں، کیونکہ سورت نمل کی آیت 30 کا انکار کوئی بھی نہیں کرتا۔

♦ **بسم اللہ کی ہر سورت سے پہلے موجودگی:** یہ بات بھی متفق علیہ فریقین ہے کہ قرآن پاک حفاظ کے ذریعہ اور تحریری صورت میں دور نبوی سے آج تک ہر دور میں متواتر موجود رہا ہے۔ بسم اللہ بھی قرآن پاک میں ہر سورت سے پہلے لکھی اور پڑھی جاتی رہی ہے۔

یہاں تک یہ بات کلیئر ہوگئی کہ بسم اللہ بحیثیت آیت یا بحیثیت ہر سورت سے پہلے موجودگی کا منکر پوری امت مسلمہ میں کوئی بھی نہیں اور اس بنیاد پر امت کی اکثریت پر تحریف قرآن کا الزام لگانا خیانت کے سوا کچھ نہیں۔

♦ بسم اللہ کے مسئلہ پر آخر اختلاف کس بات پر ہے ؟

جو بسم اللہ ہر سورت سے پہلے لکھی اور پڑھی جاتی ہے ، اس کی "حیثیت" کے متعلق علمائے کرام کی تین مختلف آراء ہیں۔

1. بسم اللہ ہر سورت کے شروع میں خود مستقل آیت ہے۔

2. بسم اللہ ہر سورت کی ایک مستقل آیت ہے جو اس کے شروع میں لکھی گئی ہے یعنی ہر سورت کی پہلی آیت ہے۔

3. بسم اللہ صرف سورہ فاتحہ ہی کی آیت ہے اور دوسری سورتوں کی نہیں،یعنی ایک سورت کو دوسری سورت سے جدا کرنے کے لئے نبی کریم نے لکھوائی ہے۔

ان تمام حقائق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بسم اللہ کی "حیثیت" پر علمائے اہل سنت کے بیچ اختلاف رائے ہرگز ہرگز تحریف قرآن کے زمرے میں نہیں آتی۔

اس پر مزید دلائل بھی پیش کئے جاتے ہیں۔

♦ ہر سورۃ کے آغاز میں بسم اللہ، اس سورۃ کا حصہ ہے یا نہیں ہے، اس سے قرآن کی "اصل حیثیت" پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ الحمدللہ قرآن پاک الحمد سے لے کر والناس تک اُسی صورت میں من و عن موجود ہے، جس طرح کہ یہ نازل ہوا تھا۔

◆ ابتدا میں جب قرآنی مصحف کو تحریری صورت میں یکجا کیا گیا تھا تو نہ تو اس پر اعراب موجود تھے، نہ ہی ہر آیت پر نمبر شمار لگائے گئے تھے۔ بلکہ بعض اسکالرز کے مطابق تو ابتدائی نسخوں میں تو تمام حروف بھی ”غیر منقوط“ (بغیر نقطوں والے) تھے۔

◆ زمانہ کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کو محفوظ کرنے کے لئے حفاظ کو یاد شدہ قرآن کے عین مطابق بعض حروف میں نقطے لگا کرغیر منقوط حروف سے الگ کردیا گیا تاکہ بعد میں آنے والے مسلمان قرآن کو اصل قرآت کے ساتھ پڑھ سکیں۔

◆ اسی طرح یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ قرآن مین اعراب بھی بہت بعد میں لگائے گئے۔ لیکن ان اعراب کے لگانے سے قرآن کی اصل قرآت پر کوئی فرق نہین پڑا۔

◆ یہی معاملہ آیات کے نمبر شمار کا ہے۔ جب قرآنی آیات پر نمبر شمار لگائی گئیں تو الگ الگ ادوار یا علاقوں میں تین مختلف طریقےاختیار کئے گئے۔

1. ایک میں ہر سورت کے آغاز میں لکھی ہوئی بسم اللہ کو بھی نمبر شمار دیا گیا۔

2. دوسری میں ایسا نہیں کیا گیا

3. تیسری میں یہ بھی اختلاف ہے کہ بعض لوگوں میں اس امر پر بھی اختلاف تھا کہ ایک آیت مقام الف پر ختم ہوتی ہے یا مقام ب پر ۔

◆ اس طرح قرآن کے کل آیات کی تعداد بھی تین مختلف بیان کی جاتی ہیں۔ لیکن ان تین مختلف ”کل نمبر شمار“ کے باوجود قرآن پاک کا معجزہ ہے کہ ان

سب مختلف نسخوں میں قرآنی آیات، الفاظ، بلکہ حروف تک سب میں یکساں ہیں۔

ان دلائل سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بسم اللہ کی ہر سورت سے پہلے موجودگی کا منکر کوئی بھی نہیں، بلکہ اس کو ہر سورت کا حصہ سمجھنا یعنی پہلی آیت، یا الگ سے مستقل آیت سمجھنا وغیرہ ہر دور میں موجب اختلاف بنا رہا۔

بسم اللہ کی حیثیت پر مختلف آراء ہونے کے باوجود یہ مسئلہ کبھی بھی اور کسی بھی دور میں تحریف قرآن نہیں سمجھا گیا اور نہ کبھی اس مسئلہ پر فتنہ یا فساد ہوا۔

اہل تشیع کی کئی تفاسیر بھی چیک کی گئی ہیں اور کسی ایک میں بھی بسم اللہ پر اختلاف رائے کو تحریف قرآن نہیں بیان کیا گیا۔

♦ **قسط 1 میں ابوھشام کے دعوے جو آخر تک ثابت نہ کئے جاسکے۔**

1۔ علمائے اہل سنت نص کے ہوتے ہوئے اجتہاد کر کے تحریف قرآن کو تسلیم کرتے ہیں۔

2۔ صحیحین میں ایسی روایات ہیں جو کھلم کھلا قرآن کی مخالفت میں ہیں!

3۔ اہل سنت کے عقائد قرآن کریم کے خلاف بنائے گئے ہیں۔

قسط 2 خلاصہ

♦ شیعہ عالم ابوھشام کے لرزہ خیز اعترافات:

-اہل تشیع کے ہاں جو شخص ازروئے اجتہاد تحریف قرآن کا قائل ہے یعنی وہ کہے کہ یہ آیت اس طرح نہیں بلکہ اس طرح نازل ہوئی تھی (تحریف لفظی) وہ کافر نہیں ہے!!

شیعہ عالم ابوھشام کا تحریف قرآن کی تائید یا انکار یا اقرار سے فرار:

جب ان سے سوال پوچھا گیا تھا کہ موجودہ قرآن کریم تحریف سے پاک ہے یا نہیں؟ اس میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے یا مکمل محفوظ حالت میں موجود ہے!!

تو جواب یہ دیا کہ

“جو ان دو تختیوں کے درمیان ہے وہ اللہ تعالی کا کلام ہے!!”

بار بار پوچھنے کے باوجود شیعہ عالم یہ کہنے سے اجتناب کرتا رہا کہ موجودہ قرآن کریم مکمل محفوظ ہے اور تحریف سے پاک ہے!!

شیعہ عالم کا صرف اتنا کہنا کافی نہیں کہ سورت الحمد سے سورت والناس تک سب اللہ تعالی کا کلام ہے۔ وضاحت تو یہ کرنی تھی کہ اللہ کے کلام میں تبدیلی ہوئی ہے یا نہیں!!؟ اس نکتہ پر دوٹوک مؤقف نہیں دیا!!

◆ اہل سنت مؤقف:

تحریف قرآن کا قائل منکر آیات قرآنی کی وجہ سے کافر ہوجاتا ہے!! کیونکہ اس نے ایک ایسی بات کو تسلیم کیا جو نص قرآنی کے مطابق ممکن ہی نہیں ہے۔

◆ شیعہ عالم ابوھشام کے علمائے اہل سنت پر تحریف قرآن کے الزامات جنہیں ثابت نہیں کیا جاسکا۔

– کوئی خود قرآن کریم میں تحریف کرتا تھا اور کوئی قرآن کریم میں اضافے کا قائل تھا!! معاذاللہ ثم معاذاللہ

– علمائے اہل سنت نے تحریف قرآن کے متعلق روایت کی تصحیح کی ہے۔

◆ قسط 2 میں بھی ابوھشام نے مندرجہ ذیل باتیں کہہ کر وقت ضایع کیا۔

– شیعہ قبول احادیث کے اصولوں پر گفتگو!!

– دوٹوک شیعہ مؤقف بتانے سے ٹال مٹول

– موضوع تحریف قرآن اور وضاحت طلب باتوں پر توجہ دئے بغیر اہل سنت محدثین کی تصحیح پر گفتگو!!!

◆ غور طلب سوال:

شیعہ تحریف قرآن کے قائل کی تکفیر کیوں نہیں کرتے؟؟

جواب:

اہل تشیع تحریف قرآن کے قائل کو کافر نہیں سمجھتے!اس لئے نہیں سمجھتے کیونکہ شیعہ علماء سے تحریف قرآن ثابت ہے، اگر تحریف کے قائل کو کافر قرار دیں گے تو جیّد شیعہ علماء کافر ہوجاتے ہیں!!

قسط 2 کے آخر میں اہل سنت کی طرف سے یہ دلیل پیش کی گئی۔

اہل سنت کی طرف سے پیش کی گئی دلیل اور اس کی توثیق بمعہ شیعہ جیّد علماء کا تحریف قرآن کا اقرار:

28 علي بن الحكم، عن هشام بن سالم (2)، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال: إن القرآن الذي جاء به جبرئيل (عليه السلام) إلى محمد (صلى الله عليه وآله) سبعة عشر ألف آية (3).

(اصول کافی جز ثانی صفحہ 634)

ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

28- علي بن حکم ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں وہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: وہ قرآن جسے جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیات پر مشتمل تھا۔

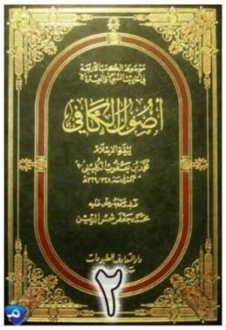

الاصول من الكافي الجزء الثاني

27 محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن عبدالله بن فرقد والمعلى بن خنيس قالا: كنا عند أبي عبدالله (عليه السلام) ومعنا ربيعة الرأي فذكرنا فضل القرآن فقال أبوعبدالله (عليه السلام): إن كان ابن مسعود لا يقرأ على قراءتنا فهو ضال، فقال ربيعة: ضال؟ فقال: نعم ضال، ثم قال أبوعبدالله (عليه السلام): أما نحن فنقرأ على قراءة أبي [1].

28 علي بن الحكم، عن هشام بن سالم [2]، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال:

إن القرآن الذي جاء به جبرئيل (عليه السلام) إلى محمد (صلى الله عليه وآله) سبعة عشر ألف آية [3].

تم كتاب فضل القرآن بمنه وجوده [ويتلوه كتاب العشرة]

---

[1] يدل على أن قراءة ابى بن كعب أصح القراءات عندهم (عليهم السلام).

[2] في بعض النسخ [هارون بن مسلم] مكان هشام.

[3] قد اشتهر اليوم بين الناس أن القرآن ستة آلاف وستمائة وست وستون آية وروى الطبرسى (ره) في المجمع عن النبى (صلى الله عليه وآله) أن القرآن ستة آلاف ومائتان وثلاث وستون آية. ولعل الاختلاف من قبل تحديد الايات.

چار جيّد شيعہ علمائے کرام سے اس روایت کی توثیق:

1. علامہ باقر مجلسی:

28- علي بن حكم ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں وہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: وہ قرآن جسے جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیات پر مشتمل تھا۔

اٹھائیسویں حدیث : اسکي توثیق کي گئي ہے , اور بعض نسخوں میں ہارون بن مسلم کي جگہ ہشام بن سالم کا نام ہے۔ لہذا یہ روایت صحیح ہے , اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ یہ روایت اور بہت سي صحیح روایات قرآن مجید میں کمي اور تحریف پر صراحت کرتي ہیں ۔ اور میرا موقف یہ ہے کہ اس موضوع کي روایات متواتر معنوي ہیں , اور اگر ان تمام روایات کو چھوڑ دینا (تسلیم نہ کرنا) ہر قسم کي روایات سے اعتماد کو کلیۃ ختم کر دیتا ہے ۔ اور میرا گمان یہ ہے کہ اس موضوع کي روایات امامت والي روایات سے کم نہیں ہیں , تو لوگ اس (امامت) کو روایات کے ذریعہ کیسے ثابت کرتے ہیں (اگر تحریف قرآن کو نہیں مانتے تو)

الكافي – الشيخ الكليني – ج ٢ – الصفحة ٦٣٤

مرآة العقول

في شرح أخبار آل الرسول

تأليف

العلامة شيخ الإسلام المولى محمد باقر المجلسي (ره)

ت سنة ١١١١ هـ

شرح كتاب الكافي لثقة الإسلام الكليني (ره) المتوفى سنة ٣٢٩ هـ

الجزء الثاني عشر

قراءة أبي .

٢٨ - علي بن الحكم ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن

الحديث الثامن و العشرون : موثق . و في بعض النسخ عن هشام بن سالم موضع هارون بن مسلم ، فالخبر صحيح ولا يخفى ان هذا الخبر و كثير من الأخبار الصحيحة صريحة في نقص القرآن و تغييره ، و عندي ان الاخبار في هذا الباب متواترة معنى ، و طرح جميعها يوجب رفع الاعتماد عن الاخبار رأساً بل ظني ان الاخبار في هذا الباب لا يقصر عن اخبار الامامة فكيف يثبتونها بالخبر .

فان قيل : انه يوجب رفع الاعتماد على القرآن لانه إذا ثبت تحريفه ففي كل اية يحتمل ذلك و تجويزهم عليهم السلام على قراءة هذا القرآن و العمل به متواتر معلوم اذ لم ينقل من أحد من الاصحاب ان أحداً من ائمتنا اعطاه قرآنا أو علمه قراءة ، و هذا ظاهر لمن تتبع الاخبار ، و لعمري كيف يجترؤن على التكلفات الركيكة في تلك الأخبار مثل ما قيل في هذا الخبر ان الايات الزائدة عبارة عن الاخبار القدسية أو كانت التجزية بالايات اكثر و في خبر لم يكن ان الاسماء كانت مكتوبة على الهامش على سبيل التفسير والله تعالى يعلم و قال السيد حيدر الاملي في تفسيره اكثر القراء ذهبوا إلى ان سور القرآن بأسرها مائة و أربعة عشر سورة و إلى ان آياته ستة الاف و ستمائة و ست و ستون اية و الى ان كلماته سبعة و سبعون الفا و اربعمائة و سبع و ثلاثون كلمة ، و الى ان حروفه ثلاثمائة الاف و اثنان و عشرون الفا و ستمائة و سبعون حرفا و الى ان فتحاته ثلاثة و تسعون الفا و مائتان و ثلاثة و اربعون فتحة ، و الى ان ضماته اربعون الفا و ثمان مائة و أربع ضمات و الى ان كسراته تسع و ثلاثون الفاً و خمسمائة و ستة و ثمانون كسرة ، و الى ان تشديداته تسعة عشر الفا و مائتان و ثلاثة و خمسون تشديدة ، و الى ان مداته الف و سبعمائة و أحد و سبعون مدة و الى ان همزاته ثلاث الاف و مائتان و ثلاث و سبعون همزة

آنلائن لنک

اس روایت کی تنقیح

علامہ مجلسی کی گواھی شیعہ کے ھاں انتھائی زیادہ قابل اعتماد ھے کیونکہ مجلسی کافی کا محقق شارح ھے لھذا مجلسی نے اس روایت کو صحیح کھا ھے

صرف صحیح کھنے پر بس نھیں کی بلکہ مجلسی اس روایت کی شرح میں مزید لکھتا ھے,

یہ روایت صحیح ھے اور کسی سے مخفی نہ رھے

یہ روایت اور دوسری بھت ساری صحیح روایات صراحتا قرآن پاک میں کمی اور تبدیلی پر دلالت کرتی ھیں, اور میرے نذدیک تحریف قرآن پاک کے بارے روایات معنی متواتر ھیں ,,اور ان سب روایات کو ترک کرنا تمام ذخیرہ احادیث سے اعتمادکو اٹھانا ھے ,بلکہ میرے خیال میں تحریف قرآن کی روایات مسلہ امامت کی روایات سے کم نھیں , اگر ان روایات پر اعتماد نہ ہوا تو مسئلہ امامت کیسے ثابت کریں گے؟

مرآۃالعقول ج ١٢

آنلائن لنک

2. علامہ عبدالحسین مظفر:

اگر ہم شیعہ کے معاصر زمانے کے علماء سے اس روایت کی صحت کے متعلق گواھی چاہیں تو ہم دیکھتے ھیں انکا جید عالم عبد الحسین مظفر کھتا ھے یہ روایت صحیح کیطرح موثق ھے:

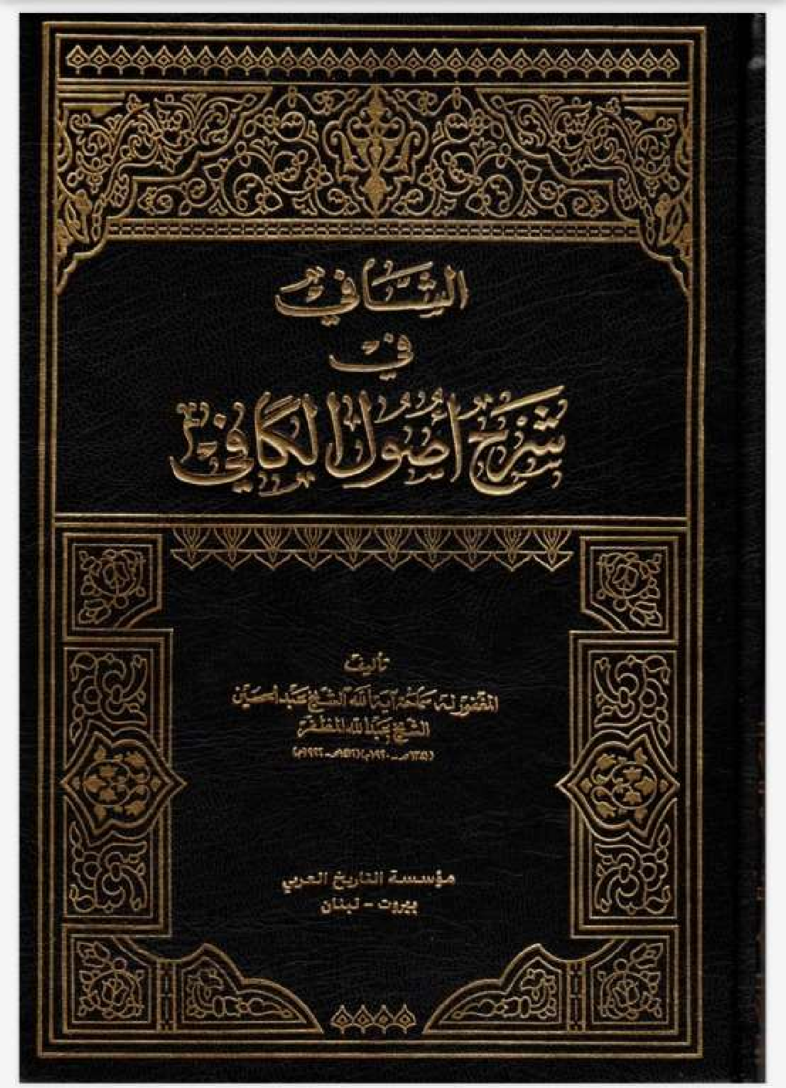

الآخرة وأنا جالس وإن والدي عليه السلام كان يقرؤها في يومه و ليلته ومن قرأها إذا دخل عليه في قبره نا كر و نكـير من قبل رجليه قالت رجلاه لهما : ليس لكما الى ما قبلي سبيل قد كان هذا العبد يقوم عليَّ فيقرأ سورة الملك في كل يوم وليلة وإذا اتياه من قبل جوفه قال لهما : ليس لكما إليّ ما قبلي سبيل ، قد كان هذا العبد او عاني سورة الملك وإذا اتياه من قبل لسانه قال لهما : ليس لكما إلى ما قبلي سبيل قد كان هذا العبد يقرأ بي في كل يوم وليلة سورة الملك .

٣٥٩٦ - ٢٧ - محمد بن يحيى ، عن احمد بن محمد ، عن علي بن الحكم عن عبد الله بن فرقد والمعلى بن خنيس قالا : كنا عند ابي عبد الله عليه السلام ومعنا ربيعة الرأي فذكرنا فضل القرآن فقال ابو عبد الله عليه السلام: إن كان ابن مسعود لا يقرأ على قراءتنا فهو ضال ، فقال ربيعة : ضال ؟ فقال : نعم ضال ، ثم قال ابو عبد الله عليه السلام : أما نحن فنقرأ على قراءة أبي(١).

٣٥٩٧ - ٢٨ - علي بن الحكم ، عن هشام بن سالم(٢) ، عن ابي عبد الله عليه السلام قال : إن القرآن الذي جاء به جبرئيل عليه السلام الى محمد صلى الله عليه وآله سبعة عشر الف آية(*) .

تم كتاب فضل القرآن بمنه وجوده (ويتلوه كتاب العشرة)

٣٥٩٦ - ٢٧ - مجهول : ربيعة بن ابي عبد الرحمن من فقهاء اهل السنة .

٣٥٩٧ - ٢٨ - موثق(*) قد اشتهر بين الناس ان القرآن ستة آلاف وستمائة وستون آية وروى الطبرسي في المجمع عن النبي (ص) ان القرآن تسعة آلاف ومائتين وثلاثة وستون آية ولعل الاختلاف من قبل تحديد الآيات .

---

(١) يدل على ان قراءة ابي بن كعب اصح القراءات عندهم (ع م) .

(٢) في بعض النسخ (هارون بن مسلم) مكان هشام .

آنلائن لنک

3. علامہ مازندرانی:

اسطرح اصول الکافی کا مشھور شارح مولي محمد صالح المازندراني. اس روایت کی توثیق کرتا ھے اور کھتا ھے,

أقول: كان الزائد على ذلك مما في الحديث سقط بالتحريف وإسقاط بعض القرآن وتحريفه ثبت من طرقنا بالتواتر

یعنی میں کہتا ہوں یہ جو زائد قرآن پاک روایت میں بیان ہوا ھے یہ قرآن میں تحریف کی وجہ سے ساقط ہوا ھے اور بعض قرآن کا ساقط ہونا اور قرآن میں تحریف کا ہونا تواتر سے ثابت ھے

شرح أصول الكافي – مولي محمد صالح المازندراني – ج ١١ – الصفحة ٨٨

Not Secure — shiaonlinelibrary.com

المكتبة الشيعية
Shia Online Library

شرح أصول الكافي - مولي محمد صالح المازندراني - ج ١١ - الصفحة ٨٧

* الأصل:

27 - محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن عبد الله بن فرقد والمعلى بن خنيس قالا: كنا عند أبي عبد الله (عليه السلام) ومعنا ربيعة الرأي فذكرنا فضل القرآن فقال أبو عبد الله (عليه السلام): (إن كان ابن مسعود لا يقرأ على قراءتنا فهو ضال). فقال ربيعة: ضال؟ فقال: (نعم ضال) ثم قال أبو عبد الله (عليه السلام): (أما نحن فنقرأ على قراءة أبي).

* الشرح:

قوله: (ومعنا ربيعة الرأي) في المغرب هو كان فقيه أهل المدينة (أما نحن فنقرأ على قراءة أبي) ضبط أبي في بعض النسخ بضم الهمزة وفتح الباء وشد الياء، فقيل: أنه عليه السلام قال ذلك تقية من ربيعة.

* الأصل:

28 - علي بن الحكم، عن هشام بن سالم، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: (إن القرآن الذي جاء به جبرئيل 7 إلى محمد 9 سبعة عشر ألف آية).

* الشرح:

قوله: (إن القرآن الذي جاء به جبرئيل (عليه السلام) إلى النبي (صلى الله عليه وآله) سبعة عشر ألف آية) قيل: في كتاب سليم بن قيس الهلالي (1) أن أمير المؤمنين (عليه السلام) بعد وفات رسول الله (صلى الله عليه وآله) لزم بيته وأقبل على القرآن يجمعه ويؤلفه فلم يخرج من بيته حتى جمعه كله وكتب على تنزيله الناسخ والمنسوخ منه والمحكم والمتشابه والوعد والوعيد وكان ثمانية عشر ألف آية. انتهى.

وقال صاحب إكمال الإكمال شارح مسلم نقلا عن الطبرسي: أن آي القرآن ستة آلاف

---

١ - قوله: «قيل في كتاب سليم» أقول: أما كلمة سبعة عشر ألف آية في هذا الخبر فكلمة «عشر» زيدت قطعا من بعض النساخ أو الرواة وسبعة آلاف تقريب كما هو معروف في إحصاء الأمور لغرض آخر غير بيان العدد كما يقال أحاديث الكافي ستة عشر ألف والمقصود بيان الكثرة والتقريب لا تحقيق العدد فإن عدد آي القرآن بين الستة والسبعة آلاف، والعجب من هذا القائل الذي لا أعرفه ومن جماعة يعمدون إلى كتاب غير ثابت الصحة، ثم إلى كلمات منه كانت في معرض التغيير والتصحيف ورأوا الاختلاف فيها أكثر من مائة مرة ثم يطمئن أنفسهم بالمشكوك ويعتمدون عليه ويجعلونه دليلا على ثبوت التغيير في القرآن العظيم الذي تداولته آلاف ألوف من النفوس، وهل يتصور من عاقل أن يجعل كتاب سليم بن قيس مقدما على القرآن وأليق بالاعتماد وأولى بالقبول منه وقد حكم جل محققي الطائفة بكونه مجعولا ورأوا من إختلاف نسخة ما لا يحصى واشتماله على ما هو خلاف المعلوم بالتواتر، ولا أدري ما أقول فيمن يتظاهر بالخروج عن معتاد النفوس السالمة وأما دفع تواتر التحريف فقد بيناه في حاشية الوافي تفصيلا فلا نطيل بالتكرار. (ش)

آنلائن لنک

اسطرح الکافی کا مصنف اپنی کتاب کے مقدمہ میں دعوی کرتا ھے

جو کچھ بھی میں اپنی کتاب میں ذکر کرونگا وہ سب آثار صحیحہ ھیں

لكافي – الشيخ الكليني – ج ١ – الصفحة المقدمة ٢٥

آنلائن لنک

4۔ علامہ آیت اللہ خوئی:

اسطرح شیعہ اصول کے بہت بڑے مصنف علامہ آیت اللہ خوئ از قول استادش نائینی کھتے ھیں, الکافی میں مندرجہ احادیث کی سند میں نزاع کرنا بے بس اور عاجز لوگوں کاپیشہ اور ہتکھنڈہ ھے

معجم رجال الحديث – السيد الخوئي – ج ١ – الصفحة ٨١

آنلائن لنک

قسط 3 کا خلاصہ

اصول کافی کی روایت پر اہل سنت کا استدلال

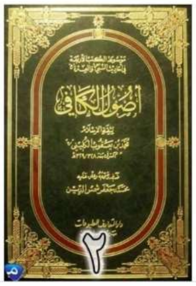

الاصول من الكافي الجزء الثاني

الاصول من الكافي الجزء...

الصفحة 634

27 محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن عبدالله بن فرقد والمعلى بن خنيس قالا: كنا عند أبي عبدالله (عليه السلام) ومعنا ربيعة الرأي فذكرنا فضل القرآن فقال أبوعبدالله (عليه السلام): إن كان ابن مسعود لا يقرأ على قراءتنا فهو ضال، فقال ربيعة: ضال؟ فقال: نعم ضال، ثم قال أبوعبدالله (عليه السلام): أما نحن فنقرأ على قراءة أبي [1].

28 علي بن الحكم، عن هشام بن سالم [2]، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال:

إن القرآن الذي جاء به جبرئيل (عليه السلام) إلى محمد (صلى الله عليه واله) سبعة عشر ألف آية [3].

تم كتاب فضل القرآن بمنه وجوده [ويتلوه كتاب العشرة]

---

(1) يدل على أن قراءة ابى بن كعب أصح القراء ات عندهم (عليهم السلام).

(2) في بعض النسخ [هارون بن مسلم] مكان هشام.

(3) قد اشتهر اليوم بين الناس أن القرآن ستة آلاف وستمائة وست وستون آية وروى الطبرسى (ره) في المجمع عن النبى (صلى الله عليه واله) أن القرآن ستة آلاف ومائتان وثلاث وستون آية. ولعل الاختلاف من قبل تحديد الايات.

علامہ باقر مجلسی، علامہ زندرانی اور دوسرے جید علماء کی توثیقات اور وضاحت کے مطابق یہ قول امام صحیح ہے اور موجودہ قرآن کریم میں نقص، تغییر اور کچھ حصہ ساقط کیا گیا ہے، کیونکہ موجودہ قرآن کریم میں سترہ ہزار آیات نہیں ہیں۔

دیکھیں مرآت العقول کے اسکینز

اسکین 1

اسکین 2

اہم سوال: کیا علامہ باقر مجلسی کو یہ اصول معلوم نہ تھا کہ قرآن کے خلاف روایت دیوار پر ماری جاتی ہے؟ مسلمات کے خلاف روایت کی توثیق کیوں کی گئی؟ اور قرآن کے خلاف متن کی تاویل کرنے کے بجائے یہ بیان کیا کہ اس قسم کی دوسری روایات عقیدہ امامت کی طرح متواتر ہیں، قرآن میں نقص اور تغیر کے ہونے کا ذکر کیوں کیا گیا؟ معاذاللہ

شیعہ عالم ابوھشام کی طرف سے اہل سنت کی دلیل کا رد

– ذاتی حملے، استدلال میری ذاتی رائے قرار دینا۔

جبکہ استدلال میں بطور تائید شیعہ جید علماء کرام کی تشریحات پیش کی گئی تھیں۔

شیعہ عالم ابوھشام نے اہل سنت کی دلیل کو کئی طریقوں سے رد کرنے کی کوششیں کیں۔

سند پر اشکال:

اصول کافی کی یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی احمد بن محمد اصل میں السیاری ہے۔

ابو ہشام کی دلیل: السیاری کی کتاب میں اس روایت کا موجود ہونا۔

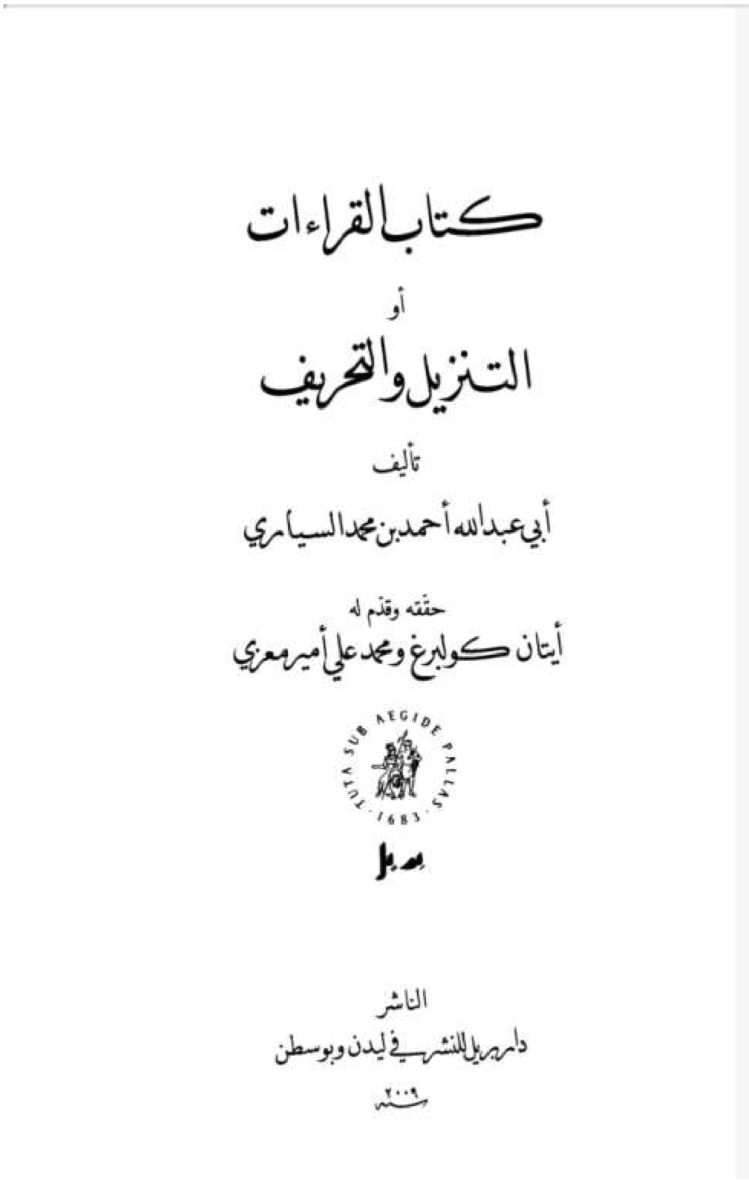

كتاب القراءات

أو

التنزيل والتحريف

تأليف

أبي عبد الله أحمد بن محمد السياري

حققه وقدم له

أيتان كولبرغ ومحمد علي أمير معزي

TUTA SUB AEGIDE PALLAS 1683

بريل

الناشر

دار بريل للنشر في ليدن وبوسطن

سنة ٢٠٠٩

١٣ وعنه قال: ما جرت ‹المواسي›[٥٣] على[٥٤] رجل من قريش إلّا وقد نزل فيه آية من[٥٥] كتاب الله عزّ وجلّ تهديه[٥٦] إلى الضياء[٥٧] أو تسوقه[٥٨] إلى النار.

١٤ حمّاد بن عيسى، عن إبراهيم بن ‹عمر›[٥٩] قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: إنّ القرآن فيه خبر ما مضى وما يحدث وما كان[٦٠] وما هو كائن وكانت فيه[٦١] أسماء رجال فأُلقيت.

١٥ عليّ بن النعمان،[٦٢] عن عبد الله بن مسكان ‹...› عن أبي جعفر عليه السلام أنّه قال: لولا أنّه زيد في القرآن ونُقص ‹منه›[٦٣] ما خفي حقّنا على ذي حجى، ولو قد قام قائمنا[٦٤] فنطق صدّقه القرآن.

١٦ عليّ بن الحكم،[٦٥] عن هشام بن سالم قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: القرآن الذي جاء به جبرئيل[٦٦] عليه السلام إلى محمّد صلّى الله عليه وآله ‹سبعة عشر›[٦٧] ألف آية.

١٧ ابن[٦٨] فضّال، عن داود بن ‹أبي يزيد›،[٦٩] عن بريد،[٧٠] عن أبي عبد الله عليه السلام قال: نزل القرآن في سبعة بأسمائهم فمحت قريش ستّة وتركت أبا لهب.

---

٥٣ م ل ت ب: الموسى. ٥٤ ت ب: + رأس. ٥٥ ل: في. ٥٦ ل ت ب: يهديه. ٥٧ ل ت ب: حساب. ٥٨ ت ب: يسوقه. ٥٩ م ل ت ب: عمير النخعي. ٦٠ [وما كان]: ت: الكلمتان مماطتان. ٦١ سقط من ل ت ب. ٦٢ م ل ت ب: + عن أبيه. ٦٣ سقط من م ل ت ب: والنص عن العياشي. ٦٤ ل: قائما. ٦٥ ل ت ب: حكم. ٦٦ م: جبريل. ٦٧ ‹سبعة عشر›: م ل ت: عشرة، وفي هامش ل: ثمانية، مع علامة (ظ) + سبعة كما في الكافي؛ ب: ثمانية عشرة (كذا). ٦٨ م: بن. ٦٩ ‹أبي يزيد›: م ل ت ب: زيد. ٧٠ كذا في ف؛ م: بريد، مصحح إلى: يزيد؛ ل ت ب: يزيد.

احمد بن محمد "السیاری" راوی شیعہ اسماء الرجال کے مطابق ضعیف ہے!

(ابوهشام)

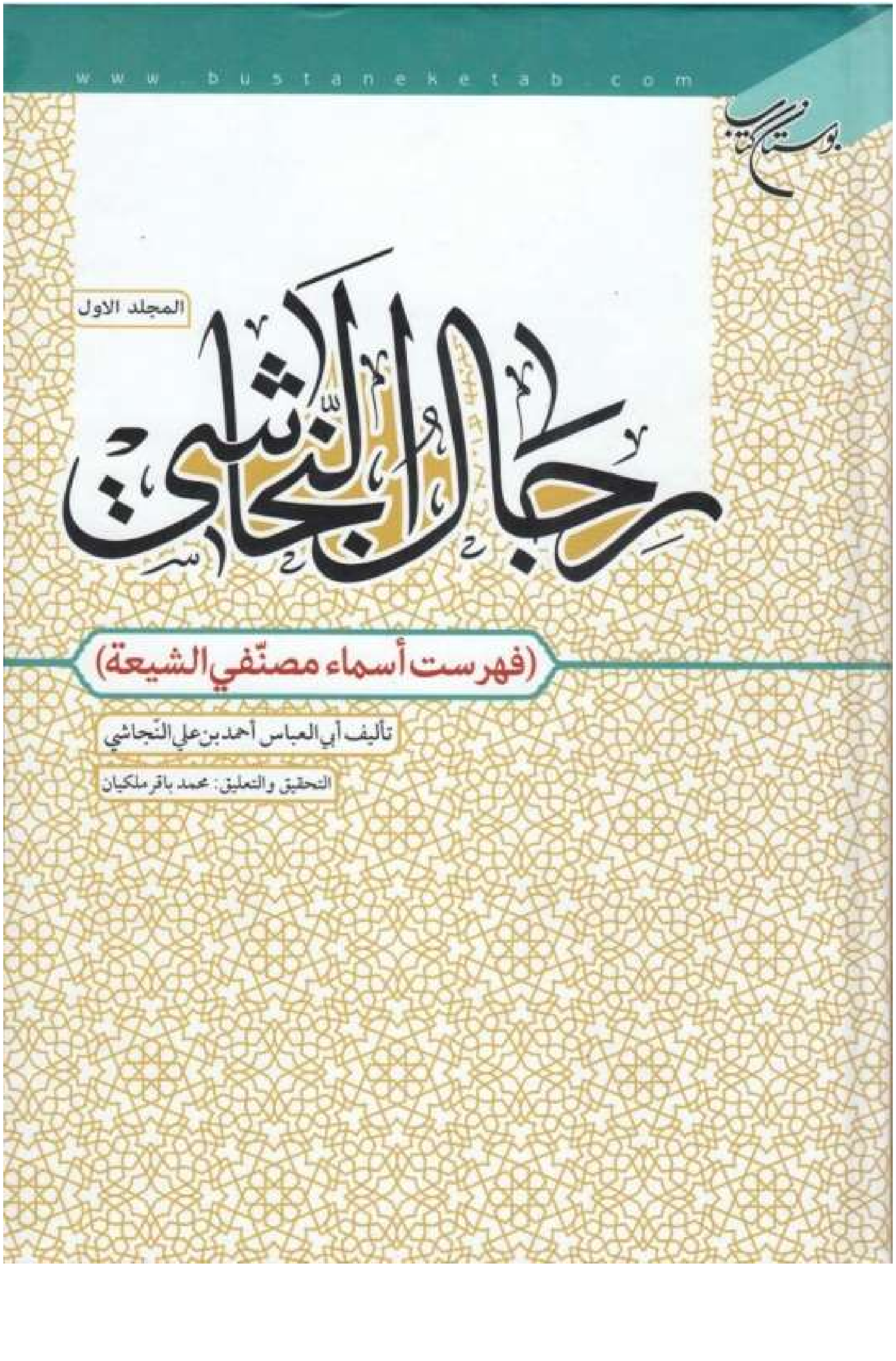

١٩١. أحمد بن عمرو بن المِنْهال

لا أعرف غير هذا[١].

له كتاب نوادر.

رواه عنه[٢] الحسين بن عبيد اللّه قال: حدّثنا أحمد بن جعفر قال: [حدّثنا حميد][٣] قال: حدّثنا أحمد بن ميثم بن أبي نُعَيْم عن أحمد بن عمرو به[٤].

١٩٢. أحمد بن محمّد بن سيّار[٥]

أبو عبد اللّه الكاتب، بصري.

كان من كتّاب آل طاهر في زمن أبي محمّد؊. ويعرف بالسيّاري[٦]، ضعيف

---

١. أي إنّه مجهول لا إنّه لا يعرف من شخصيّته ونسبه، فإنّ النجاشي عنون أباه، وقال: له ولدان: أحمد، والحسن من أهل الحديث. رجال النجاشي، الرقم: ٧٧٦.

٢. استظهر القبايي؊ زيادته. مجمع الرجال، ج ١، ص١٣٣، الهامش.

٣. من: ــ

٤. تذييل

قال الشيخ؊ في الفهرست: أحمد بن عمرو بن منهال.

له روايات.

رويناها بالإسناد الأوّل [أحمد بن عبدون، عن أبي طالب الأنباري] عن حميد، عن أحمد بن ميثم، عنهم. الفهرست، ص ٨٦، الرقم: ١١٦.

٥. وقع في بعض الأسانيد بعنوان أبي عبد اللّه السيّاري. السرائر، ج ٣، ص ٥٦٩؛ المحاسن: ٥٠٧/٢؛ ح٦٥٣؛ علل الشرائع، ج ١، ص ١٢١، ح٦.

ثمّ إنّه وقع في بعض الأسانيد أحمد بن محمّد البصري. الكافي، ج ٣، ص ٤٧٠، ح٣. قال السيّد الخوئي؊: الظاهر أنّه أحمد بن محمّد السيّاري البصري. معجم رجال الحديث، ج ٣، ص ١٤، الرقم: ٧٩٤.

٦. ضبطه العلّامة؊: السّاري. إيضاح الاشتباه، ص ٩٨، الرقم: ٥٣

الحديث، فاسد المذهب، ذكر ذلك [لنا][1] الحسين بن عبيد الله. مجفوّ[2] الرواية، كثير المراسيل.

له كتب وقع إلينا منها: كتاب ثواب القرآن، كتاب الطب، كتاب القراءات[3]، كتاب النوادر، كتاب الغارات.

أخبرنا الحسين بن عبيد الله قال: حدّثنا أحمد بن محمّد بن يحيى [وأخبرنا أبو عبد الله القزويني قال: حدّثنا أحمد بن محمّد بن يحيى][4]، عن أبيه قال: حدّثنا السيّاري، إلّا ما كان من غلوّ وتخليط[5].

---

١. من: ـ.

٢. من‌ل: مخفق.

٣. تر: القرآن. ط، ت: القراءة.

٤. من: ـ. من‌ل: كما في المتن.

٥. تذييل

قال الشيخ ﷺ في الفهرست: أحمد بن محمّد بن سيّار، أبو عبد الله الكاتب، بصري، كان من كتّاب آل طاهر في زمن أبي محمّد ﷺ، ويعرف بالسيّاري، ضعيف الحديث، فاسد المذهب، مجفوّ الرواية، كثير المراسيل.

و صنّف كتباً، منها: كتاب ثواب القرآن، كتاب الطب، كتاب القراآت، كتاب النوادر.

أخبرنا بالنوادر خاصّة الحسين بن عبيد الله عن أحمد بن محمّد بن يحيى، قال: حدّثنا أبي، قال: حدّثنا السيّاري إلّا بما كان فيه من غلوّ أو تخليط.

وأخبرنا بالنوادر وغيرها جماعة من أصحابنا منهم الثلاثة الذين ذكرناهم، عن محمّد بن أحمد بن داود، قال: حدّثنا سلامة بن محمّد، قال: حدّثنا عليّ بن محمّد الجنابي قال: حدّثنا السيّاري.

الفهرست، ص ٥٧، الرقم: ٧٠.

وقال ابن الغضائري ﷺ: أحمد بن محمّد بن سيار، يكنّى أبا عبد الله القمّي، المعروف بالسيّاري. ضعيف، متهالك، غال، منحرف. استثنى شيوخ القمّيين روايته من كتاب نوادر الحكمة. ←

اہل سنت کا جوابی رد:

کیا علامہ مجلسی اور علامہ مازندرانی کو راوی **السیاری** کا معلوم نہ تھا؟؟

بغیر دلیل کے اپنی ذاتی رائے سے ابوھشام کی طرف سے جید شیعہ علماء کرام کی تصحیح کو رد کرتے ہوئے ایک راوی کو بدلنے کی کوششیں!!

ابوھشام نے ذاتی رائے سے چار جید شیعہ علماء کو خطاوار قرار دے دیا!!

1- علامہ باقر مجلسی (تیرہویں صدی)

2- الشیخ عبدالحسین المظفر (چودھویں صدی)

3- علامہ محمد صالح المازندرانی (گیارہویں صدی)

4- علامہ آیت اللہ خوئی (گیارہویں صدی)

ابو ھشام کو اتنی اہم خبر (کہ راوی السیاری ہے) کس ذریعہ سے ملی؟؟

شیعہ عالم ابوھشام: اہل سنت کے ہاں بھی کئی روایات میں راویوں کے ایک جیسے ناموں پر مختلف علماء میں اختلافات ہیں۔

اہل سنت کے ہاں کسی محقق نے صرف ذاتی رائے سے کسی روایت کے راوی کو نہیں بدل دیا!! بلکہ اس کے متعلق واضح قرینے، شواہد اور مختلف ثبوت بطور دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

اس لیے ابوھشام بھی ذاتی رائے دینے کے بجائے دوسرے شیعہ جید علماء سے اقوال، واضح شواہد ، قرینے بطور دلائل پیش کرے تاکہ یہ تسلیم کیا جائے کہ چار جید شیعہ علماء سے اس روایت کی سند اور متن دونوں میں غلطی ہوگئی ہے، نہ صرف سند کو صحیح کہہ دیا ہے بلکہ متن سے بھی قرآن کریم میں تحریف کا مطلب بیان کردیا ہے!!

کسی مصنف کا اپنی کتاب میں کوئی روایت شامل کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ مصنف بھی اس روایت کی سند میں ہوگا۔ راوی اگر السیاری ہے تو کس شیعہ عالم نے اس کی نشاندہی کی ہے؟

شیعہ عالم ابوھشام کا جواب: شیعہ علماء نے السیاری کا اس روایت میں موجود ہونا ذکر کیا ہے، آگے ثابت کیا جائے گا۔

حقیقت:

ابو ھشام نے آخر تک ثابت نہیں کیا بلکہ یہ کہنے پر مجبور ہوگیا کہ اس کا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے کہ اس روایت میں راوی **السیاری** ہے۔

مطلب چار جید شیعہ علماء کی تائید ہوگئی کہ یہ روایت صحیح السند ہے۔

متن پر اشکال:

28 علي بن الحكم، عن هشام بن سالم [2]، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال:

إن القرآن الذي جاء به جبرئيل (عليه السلام) إلى محمد (صلى الله عليه وآله) سبعة عشر ألف آية [3].

ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

28- علي بن حکم ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں وہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: وہ قرآن جسے جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیات پر مشتمل تھا۔

11:57 PM

◆ لفظ آیت اس روایت میں بمعنی نشانی ہے۔ (ابوھشام)

جواب: اگرآیت کا مطلب نشانی ہوتا تو شیعہ جید علماء کرام کا یہ مؤقف نہ ہوتا:

قرآن میں نقص، تغیر، قرآن کریم کا بڑا حصہ ساقط (معاذاللہ)

اہم سوال: اگر اصول کافی کی اس روایت میں لفظ آیت سے مراد اللہ عزوجل کی نشانیاں ہوتیں تو شیعہ جید علماء بشمول علامہ باقر مجلسی اور علامہ مازندرانی نے وضاحت کرتے ہوئے قرآن کریم میں نقص، تغیر اور ساقط ہونے کے الفاظ کیوں بیان کئے۔!!؟؟

ایک عام فہم بھی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ عزوجل کی سترہ ہزار نشانیوں سے قرآن کریم میں نقص یا تغییر نہیں ہوتا!

غور طلب نکتہ: چار جید شیعہ علماء نے اس روایت میں لفظ "آیت" کے معنی و مفہوم "نشانیاں" بیان نہیں کیا بلکہ صریح تحریف قرآن کا مفہوم تسلیم کیا ہے!! اس لئے ان چاروں علماء کی مذمت اور اس روایت کا دوسرا مفہوم شیعہ معتبر علماء سے ثابت کئے بغیر اہل سنت استدلال رد نہیں کیا جا سکتا!!

شیعہ عالم ابوھشام: اصول کافی کی اس روایت کی تشریح تمام شیعہ علماء غلط کرتے آ رہے ہیں!!

جواب: اگر اس روایت میں لفظ "آیت" کا مطلب نشانی ہے تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ دور قدیم سے دور جدید تک تمام شیعہ علماء اس روایت کو سمجھنے سے قاصر رہے!!!

علامہ کلینی نے اس روایت کو باب نوادر میں لکھا ہے، اور باب نوادر کی روایات عقائد میں قابل قبول نہیں ہوتیں۔ (ابوھشام)

جواب: باب نوادر کی روایات قابل قبول نہیں ہوتیں تو یہ نکتہ شیعہ جید علماء کرام نے بیان کیوں نہیں کیا؟

علامہ باقر مجلسی اور علامہ مازندرانی بھی باب نوادر کی روایت کی توثیق اور شرح میں نقص، تغییر اور ساقط بعض القرآن جیسے الفاظ بیان کرکے جہالت کا مظاہرہ کرتے رہے!! کیا انہیں معلوم نہیں تھا کہ باب نوادر کی روایات قبول نہیں کی جاتیں!؟

اس نکتہ کو بھی شیعہ کتب سے ثابت کیا جائے۔

♦ **علامہ مجلسی نے تحریف معنوی کا ذکر کیا ہے۔ (شیعہ عالم ابوھشام)**

غور طلب نکتہ: تحریف معنوی (تفسیر بالرائے) سے قرآن کریم میں نقص یا تغیر نہیں ہوجاتا ، یا قرآن کریم کا کچھ حصہ ساقط نہیں ہوجاتا۔ صاف ظاہر ہے کہ علامہ باقر مجلسی اور علامہ مازندرانی نے اپنی وضاحت سے **تحریف لفظی** کو تسلیم کیا ہے۔

علامہ مجلسی تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں۔ (شیعہ عالم ابوهشام)

ج۹ باب احتجاج الله تعالى على أرباب الملل المختلفة في القرآن الكريم -۱۱۳-

و يحتمل أن يكون المراد جميع نعم الله بدّلوها أقبح التبديل ، إذجعلوا مكان شكرها الكفر بها ؛ واختلف في المعنيّ بالآية فروي عن أمير المؤمنين عليه السلام و ابن عبّاس و ابن جبير وغيرهم أنّهم كفّار قريش كذّبوا نبيّهم ونصبوا له الحرب والعداوة .

و سأل رجلٌ أمير المؤمنين عليه السلام عن هذه الآية فقال : هما الأفجران من قريش : بنو اُميّة و بنو المغيرة ، فأمّا بنو اُميّة فمتّعوا إلى حين ، و أمّا بنو المغيرة فكفيتموهم يوم بدر . وقيل : إنّهم جبلة بن الأيهم ومن تبعه من العرب تنصّروا ولحقوا بالروم « و أحلّوا قومهم دار البوار » أي دار الهلاك .(۱)

و في قوله : « ربما يودّ الّذين كفروا » أي في الآخرة إذا صار المسلمون إلى الجنّة والكفّار إلى النار « ما ننزّل الملائكة إلّا بالحقّ » أي بالموت ، أو بعذاب الاستيصال إن لم يؤمنوا ، أو إلّا بالرسالة « وما كانوا إذاً » أي حين تنزّل الملائكة « منظرين » أي لا يمهلون ساعة .

« إنّا نحن نزّلنا الذكر » أي القرآن « وإنّا له لحافظون » عن الزيادة والنقصان والتغيير والتحريف ؛(۲) وقيل : نحفظه من كيد المشركين فلا يمكنهم إبطاله ولا يندرس ولا ينسى ؛ وقيل : المعنى : وإنّا لمحمّد حافظون .

« ولو فتحنا عليهم » أي على هؤلاء المشركين « باباً من السماء » ينظرون إليه « فظلّوا فيه يعرجون » أي فظلّت الملائكة تصعد و تنزل في ذلك الباب ؛ و قيل : فظلّ هؤلاء المشركون يعرجون إلى السماء من ذلك الباب و شاهدوا ملكوت السماوات « لقالوا إنّما سكّرت أبصارنا » أي سدّت و غطّيت ؛ و قيل : تحيّرت و سكنت عن أن تنظر « بل نحن قومٌ مسحورون » سحرنا محمّد فيخيّل الأشياء إلينا على خلاف حقيقتها .(۳)

(۱) مجمع البيان ٦ : ٣١٤ .

(۲) في التفسير المطبوع : و قيل : معناه : متكفل بحفظه إلى آخر الدهر على ماهو عليه ، فتنقله الامة عصرا بعد عصر إلى يوم القيامة ، لقيام الحجة به على الجماعة من كل من لزمته دعوة النبي صلى الله عليه وآله وسلم ، عن الحسن .

(۳) مجمع البيان ٦ : ٣٢٨ و ٣٣٠ و ٣٣١ .

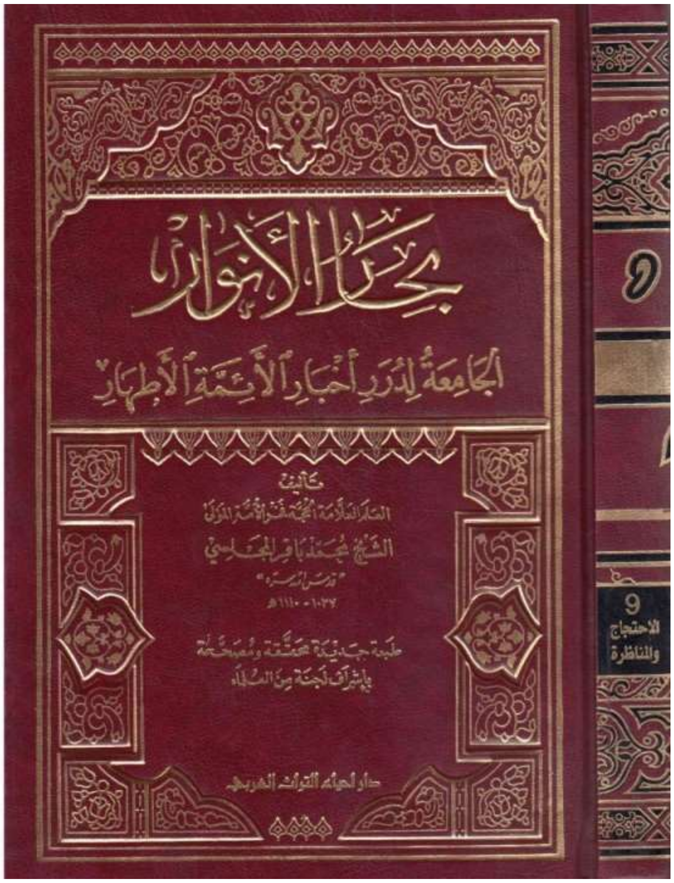

اہم سوال: اگر علامہ مجلسی تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں تو سترہ ہزار آیات کو صحیح قرار دے کر قرآن کریم میں نقص اور تغییر کیوں بیان کیا؟

علامہ مجلسی کو اس روایت کی تاویل بیان کرنی چاہئے تھی۔ یہ عین ممکن ہے کہ قرآن پر ایمان تقیہ کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہو۔

علامہ مجلسی کی مرآة العقول (شرح) قابل حجت کتاب نہیں ہے:

مرآة العقول

في شرح أخبار آل الرسول

تأليف

العلامة شيخ الإسلام المولى محمد باقر المجلسي (ره)

ت ١١١١ه

شرح كتاب الكافي لثقة الإسلام الكليني (ره) المتوفى سنة ٣٢٨-٩ه

الجزء الثاني عشر

♦ اصول کافی کی سب سے معتبر شرح مرآۃ العقول ہے۔

اس شرح کی اہمیت اس لئے زیادہ ہے کہ علامہ مجلسی نے اپنی شرح کافی میں ہر حدیث کی اسنادی حیثیت کا بھی تعین کر دیا ہے اور ضعیف ، صحیح ، موثق یا قوی کی وضاحت کردی ہے۔ یاد رہے کہ حسن ، موثق اور قوی روایت صحیح روایت کے مانند ہوتی ہیں اور قابل استدلال ہوتی ہے۔

ابوھشام کے اعترافات:

اہل تشیع کے ہاں ہر دور میں علماء اجتہاد کیا کرتے ہیں!! ہر کسی کی اپنی رائے ہوتی ہے اور وہ علماء صحیح و ضعیف کو جدا کرتے ہیں!!

مطلب جس کی جو مرضی جس شیعہ عالم کے اجتہاد پر دین ایمان بنالے!!

♦ اہل تشیع جیّد عالم علامہ باقر مجلسی اور علامہ مازندرانی تحریف قرآن کے قائل!

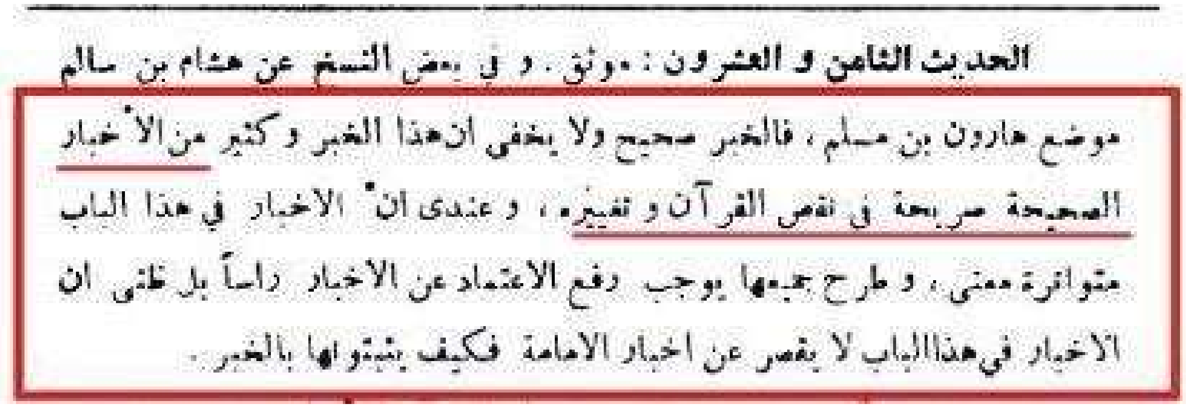

الحديث الثامن و العشرون : موثق . و في بعض النسخ عن هشام بن سالم موضع هارون بن مسلم ، فالخبر صحيح ولا يخفى ان هذا الخبر و كثير من الأخبار الصحيحة صريحة في نقص القرآن و تغييره ، و عندي ان الاخبار في هذا الباب متواترة معنى ، و طرح جميعها يوجب رفع الاعتماد عن الاخبار رأساً بل ظني ان الاخبار في هذا الباب لا يقصر عن اخبار الامامة فكيف يثبتونها بالخبر .

شرح أصول الكافي - مولي محمد صالح المازندراني - ج ١١ - الصفحة ٨٨

وخمسمائة منها خمسة آلاف في التوحيد وبقيتها في الأحكام والقصص والمواعظ.
أقول: كان الزائد على ذلك مما في الحديث سقط بالتحريف وإسقاط بعض القرآن وتحريفه ثبت من طرقنا بالتواتر معنى كما يظهر لمن تأمل في كتب الأحاديث من أولها إلى آخرها تم كتاب فضل القرآن بمنه وجوده ويتلوه كتاب العشرة من كتاب الكافي تصنيف محمد بن يعقوب رحمه الله تعالى.

(٨٨)

مفاتيح البحث: القرآن الكريم (2)

علامہ باقر مجلسی اور علامہ مازندرانی نے اصول کافی کی اس روایت کی توثیق اور وضاحت کر کے خود کو تحریف قرآن کا قائل ظاہر کردیا اور ابو ھشام نے اس بناء پر انہیں خطائے اجتہادی قرار دے کر دفاع کرنے کی کوشش کی۔

موجودہ قرآن میں سترہ ہزار آیات اس لئے نہیں ہیں کہ وہ منسوخ ہوچکی ہیں۔ اہل سنت ناسخ و منسوخ کے قائل ہیں اس لئے یہ روایت تحریف پر دلالت نہیں کرتی۔(ابوھشام)

غور طلب نکتہ:اہل تشیع ناسخ و منسوخ اور قرآت کے اختلاف کے قائل نہیں ہیں۔ شیعہ عالم ابوھشام نے خود اپنی تاویل کو رد بھی کیا کہ ہم سرے سے ناسخ و منسوخ کے قائل نہیں ہیں۔

اہل سنت مطالبہ :بالفرض اگر یہ تاویل درست بھی ہے تو اس کی تائید کسی شیعہ جیّد عالم سے دکھانی پڑے گی، اس طرح ابوھشام کی ذاتی رائے ناقابل قبول ہے۔

آخر میں ابوھشام نے اہل سنت کو تحریف قرآن کا قائل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے تفسیر طبری سے ایک دلیل پیش کی۔

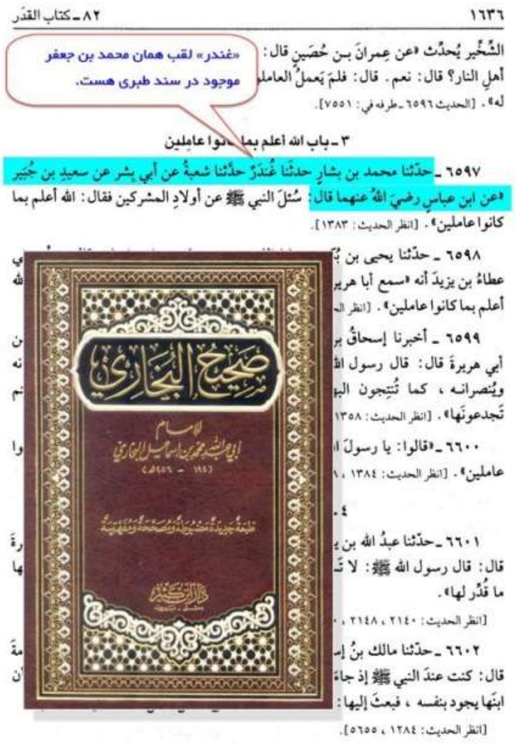
١٦٣٦ ٨٢ ـ كتاب القدَر

الشِّخِّير يُحدِّث «عن عِمرانَ بن حُصَينٍ قال: ... أهلِ النار؟ قال: نعم. قال: فلمَ يَعملُ العامل... له». [الحديث ٦٥٩٦ ـ طرفه في: ٧٥٥١].

٣ ـ باب الله أعلم بما كانوا عاملين

٦٥٩٧ ـ حدّثنا محمد بن بشارٍ حدثنا غُندَرٌ حدّثنا شعبةُ عن أبي بِشرٍ عن سعيدِ بن جُبَير «عن ابن عباسٍ رضيَ اللهُ عنهما قال: سُئلَ النبي ﷺ عن أولادِ المشركين فقال: الله أعلم بما كانوا عاملين». [انظر الحديث: ١٣٨٣].

٢٤٠ سورة النور: الآية ٢٧

حدَّثنا ابنُ بشارٍ، قال: ثنا محمدُ بنُ جعفرٍ، قال: ثنا شعبةُ، عن أبي بشرٍ، عن سعيدِ بنِ جبيرٍ، عن ابنِ عباسٍ في هذه الآيةِ: ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا﴾. وقال: إنما هي خطأٌ مِن الكتَّابِ[1]: (حتى تستأذِنوا وتُسلِّموا)[2].

حدَّثنا ابنُ المثنى، قال: ثنا وَهْبُ بنُ جريرٍ، قال: ثنا شعبةُ، عن أبي بشرٍ، عن سعيدِ بنِ جبيرٍ بمثلِه، غيرَ أنه قال: إنما هي: (حتى تَستأذِنوا). ولكنها سقَطَ مِن

ابو ھشام کا استدلال: اہل سنت کی ایک صحیح السند روایت کے مطابق حضرت ابن عباس تحریف قرآن کے قائل تھے کیونکہ سورت النور آیت 27 میں لفظ تستانسو کی جگہ تستاذنو سمجھتے تھے اور کتابت کی غلطی خیال کرتے تھے۔ اس لئے حضرت ابن عباس اور جن جن علمائے اہل سنت نے اس روایت کی تصحیح کی ہے وہ سب بھی تحریف قرآن کے قائل ہوجاتے ہیں! (معاذاللہ ثم معاذاللہ)

جواب: جس طرح اہل سنت کی طرف سے پیش کی گئی اصول کافی کی دلیل پر استدلال میں بطور تائید چار شیعہ جیّد علماء کے اقوال پیش کئے گئے ہیں ، اسی طرح اہل تشیع کو بھی اپنے استدلال کی تائید میں علمائے اہل سنت کے اقوال پیش کرنے چاہئیں کہ علمائے اہل سنت حضرت ابن عباس کے اس قول سے تحریف کا مطلب سمجھتے تھے یا اس قول کی تاویل کرتے ہیں، تاکہ اہل تشیع کا استدلال درست سمجھا جائے۔

اس کے بعد تحریف قرآن پر جاری گفتگو نہایت اہم موڑ پر پہنچ گئی۔ مزید اہم انکشافات ، دلائل اور رد قسط 4 میں ملاحظہ فرمائیں۔

قسط 4 کا خلاصہ

گفتگو کے اس موڑ پر شیعہ عالم ابوھشام اندازہ لگا چکے تھے کہ وہ علمی انداز سے اہل تشیع کا دفاع نہیں کر سکیں گے۔

بے شک اہل سنت کی دلیل اتنی مضبوط اور مکمل ہے کہ اس کی سند و متن پر اشکال کرنا اور اس روایت کی تاویل کرنا کسی بھی شیعہ عالم کے لئے ممکن نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ابوھشام نے اس قسط میں بھی بہت ساری غیر ضروری باتیں کہہ کر وقت ضایع کیا۔

دوبارہ الزام لگایا گیا کہ اصول کافی کی روایت کے معنی و مفہوم غلط بیان کئے گئے ہیں۔

♦ ذاتی حملے:

مثلآ : فریق مخالف عربی نہیں جانتا، ڈاکٹر بھی ہے کہ نہیں!!

واقعی انسانوں کا ڈاکٹر ہے !!! فاسق ہے! وغیرہ وغیرہ

اس کے علاوہ اہل سنت کی دلیل کا رد کرنے کے بجائے فریق مخالف کی کمزوریوں اور خامیوں کا ذکر کر کے وقت ضایع کیا گیا!!

شیعہ عالم ابوھشام کی الٹی منطق!!!

– ابوھشام نے سند میں احمد بن محمد کو ذاتی رائے سے السیاری قرار دے دیا!!

اس کا ثبوت مانگا گیا تو ذاتی حملے شروع کردئے گئے!!

– ایک موقعہ پر انھوں نے تاریخی جملہ کہا کہ "روایت کا تصحیح کرنا کچھ اور ہوتا ہے اور عقیدہ کچھ اور ہوتا ہے!!" (بس رہے نام اللہ کا)

امام کا قول	قرآن میں سترہ ہزار آیات کا نزول
شیعہ جید علماء	1. روایت صحیح ہے اور اس قول سے قرآن میں نقص، تغییر ثابت ہے اور ایسی روایات متواتر درجہ تک ہیں۔ (علامہ مجلسی) 2. تحریف قرآن اور کچھ حصہ ساقط کردیا گیا ہے۔ (علامہ مازندرانی)

28 علي بن الحكم، عن هشام بن سالم [2]، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال:

إن القرآن الذي جاء به جبرئيل (عليه السلام) إلى محمد (صلى الله عليه وآله) سبعة عشر ألف آية [3].

ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:
28- علي بن حكم ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں وہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: وہ قرآن جسے جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیات پر مشتمل تھا۔

11:57 PM ✓

♦ اصول کافی کی روایت کے متن کی تاویل:

اصول کافی کی روایت میں لفظ "آیت" سے نشانی بتا کر ابوھشام نے روایت کی تاویل کرنے کی کوشش کی، یاد رہے کہ تیسری قسط میں اس تاویل کا رد کیا گیا، چوتھی قسط میں انھوں نے فریق مخالف کے الفاظ پکڑ کر اپنی مرضی کا مؤقف تھوپنے کی کوشش کی کہ دور نبوی میں کتابت قرآن کریم کا انکار کیا جا رہا ہے ، اور حضرت عثمان غنی کو معاذاللہ نبی کریمﷺ سے زیادہ حیثیت دی جا رہی ہے کہ انھوں نے قرآن کریم کو محفوظ کر کے زیادہ بڑا کارنامہ انجام دیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ لفظ "آیت" سے نشانی بتاکر ابوھشام کی تاویل کا رد کیا گیا تھا اور قرآن کریم میں آیات کے نہ ہونے کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا تھا۔

♦ اہلسنت کی وضاحت:

صحیح احادیث کے مطابق دور نبوی میں صحابہ کرام نے مکمل قرآن کریم لکھ کر کتابی شکل میں محفوظ کر لیا تھا۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس وقت سات لہجوں میں قرآن کریم لکھا گیا تھا، جبکہ دور عثمان میں امت کو ایک لہجہ قریش میں قرآن کریم پر جماع کیا گیا۔

سات لہجے/قرآت قرآن

– سات لہجوں کے قرآن میں یہ قریش لہجہ بھی شامل تھا۔

– سات لہجے اپنی اپنی جگہ الگ لیکن مکمل قرآن تھے۔

– سات لہجوں سے مل کر ایک مکمل قرآن نہیں بنتا!

– احادیث صحیحہ کے مطابق کسی بھی ایک لہجہ کو امت پڑھ سکتی ہے اور وہ ایک لہجے والا قرآن کریم کافی و شافی ہے۔

♦ سات قرآت سے ایک قرآت پر جمع کی کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

– قرآت کا اختلاف دور صحابہ میں شروع ہوا جب دین اسلام عرب سے نکل کر غیر عرب علاقوں میں پہنچا۔ اس وقت مختلف علاقوں میں سات قرآت اختلاف کا باعث ہو رہی تھیں، غیر عربی مسلمان پریشان تھے کہ کس قرآت کو پڑھیں اور کس قرآت کو نہ پڑھیں۔!!

– دور عثمان میں ایک قرآت قریشی لہجہ میں قرآن کریم کو محفوظ کر کے ہمیشہ کے لئے اس فتنہ کو ختم کردیا گیا۔

♦ سات لہجوں کا نظریہ تحریف قرآن ہے! (ابوھشام)

جواب: سات لہجوں کا اختلاف تحریف قرآن کب سے ہوگیا!!؟؟

بیشک قرآن کریم کا نزول سات لہجوں میں ہوا ، لیکن سات لہجے مل کر ایک قرآن نہیں بناتے بلکہ ہر لہجہ اپنی جگہ مکمل قرآن کریم ہے، کیونکہ سورت و آیات وہی ہیں صرف کچھ آیات کے کچھ الفاظ مختلف تھے، اور وہ الفاظ ہم معنی تھے ، یعنی تمام سات لہجوں کے قرآن کریم کی آیات میں ایک جیسے احکامات و ہدایات ہیں ، ان سب میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اہل سنت علماء کرام نے لہجوں/قرآت کے اختلاف اور ناسخ و منسوخ کو تحریف قرآن پر دلالت نہیں کیا!! اہل تشیع کو اہل سنت اصولوں کے مطابق تحریف قرآن

کا الزام ثابت کرنا پڑے گا، جس طرح خود اہل تشیع دعوی کرتے ہیں کہ اہل تشیع اصولوں کے مطابق ان پرتحریف قرآن ثابت کیا جائے۔

غور فرمائیں! اہل سنت نے اہل تشیع اصولوں کے مطابق ہی دلیل پیش کی ہے۔ اہل تشیع کے چار جید علماء سترہ ہزار آیات کے نزول کی وضاحت کرتے ہوئے (معاذاللہ) نقص القرآن و تغییر (علامہ مجلسی) اور ساقط و تحریف (علامہ مازندرانی) نے بیان کرتے ہوئے تحریف قرآن کو تسلیم کیا ہے!!

◆ اصول کافی کی اشاعت کس سال میں ہوئی؟

اس غیر ضروری نکتہ پر بھی ابوھشام نے وقت ضایع کیا تاکہ اصل نکات پر گفتگو سے بچا جاسکے۔

جبکہ خود ہی تسلیم بھی کیا کہ علامہ کلینی 330/328 ھجری میں فوت ہوئے۔ ظاہر ہے اصول کافی اس کے بعد ہی منظر عام پر آئی ہوگی، یعنی چوتھی صدی یا اس کے بعد شیعہ کی اوّل معتبر کتاب منظر عام پر آئی اور شرح وغیرہ تو آج تک لکھی جاتی رہی ہیں۔

◆ چوتھی قسط میں شیعہ عالم ابوھشام کے جھوٹے الزام اور دعوے:

جھوٹ #1: دور نبوی میں آیات قرآنی نہیں ہوتی تھیں۔

حقیقت: اہل سنت کی طرف سے ایسی کوئی بات نہیں کہی گئی تھی۔

جھوٹ #2: اصول کافی پانچویں صدی سے بہت پہلے کی کتاب ہے۔

حقیقت: ابوھشام نے خود تسلیم بھی کیا کہ علامہ کلینی 29/ 328 ھجری میں (یعنی چوتھی ھجری)میں فوت ہوا۔

◆ اصول کافی کی اشاعت پر بحث کیوں ہوئی؟

اصول کافی کی اشاعت چوتھی صدی اور اس کے بعد پانچویں صدی میں ہونے کا ذکر اس وجہ سے کیا گیا کہ موجودہ قرآن کریم اس دور سے تین سو سال پہلے (دور عثمان 24 سے 35 ھجری) میں مکمل محفوظ کتابی شکل میں جمع کردیا گیا تھا، اور وہی قرآن کریم آج تک متواتر چلا آ رہا ہے۔

علامہ کلینی چوتھی صدی (329ھجری) میں فوت ہوگئے تھے، ایک سادہ ذہن بھی سمجھ سکتا ہے کہ اصول کافی چوتھی یا پانچویں صدی یا اس کے بعد منظر عام پر آئی ہوگی!! اس وقت بلکہ آج تک قرآن کریم میں سترہ ہزار آیات نہیں ہیں۔

امام جعفر صادق دوسری صدی میں کیسے سترہ ہزار آیات کے نزول کی بات کہہ سکتے ہیں؟ اور علامہ کلینی چوتھی صدی میں یہ روایت اصول کافی میں شامل کرتے ہیں، اس کے بعد جیّد شیعہ علماء اس روایت کی توثیق اور تائید بھی بیان کرتے آ رہے ہیں۔

◆ بصری اور کوفیوں میں تعداد آیات میں اختلاف ہے۔ اس لئے سترہ ہزار آیات بھی قرآن میں تسلیم کی جائیں! (ابوھشام)

– بصری اور کوفیوں کے تعداد آیات قرآنی میں اختلاف کا تحریف قرآن سے کیا تعلق!!؟؟ نمبر شمار، کسی آیت کی حیثیت پر اختلاف اپنی جگہ لیکن اس سے قرآن کریم میں معاذاللہ کوئی تبدیلی تھوڑی ہوجاتی ہے!!

♦ چوتھی قسط میں ابوھشام کے لرزہ خیز اعترافات:

1- آیات کے نمبر شمار اور حیثیت کا اختلاف تحریف قرآن نہیں ہے..!!

اس اعتراف سے ثابت ہوا کہ اہل سنت مؤقف برحق ہے۔ تعداد آیات یا بسم اللہ کی حیثیت پر اختلاف سے قرآن کریم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوجاتی۔

2- علامہ مجلسی سے خطا ہوئی ہے۔ روایت ضعیف ہے۔

اہل سنت مطالبہ: صرف حکم سند نہیں بلکہ حکم متن میں بھی خطا تسلیم کرنا پڑے گا!! پھر چار جید علماء کرام کو بھی خطاوار ماننا پڑے گا!!

3- سترہ ہزار آیات کے نزول کو تسلیم کرنا یا اس روایت کو صحیح روایت تسلیم کرنا علامہ مجلسی کی اجتہادی خطا ہے!!!

حقیقت: تحریف قرآن کا قائل ہونا اہل تشیع کے نزدیک کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ ایک اجتہادی خطا ہے ، مطلب تحریف کا قائل مسلمان ہے! (پہلی قسط میں بھی یہی اعتراف کیا گیا تھا)

4- اہل تشیع کے ہاں سند کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے !!

حقیقت: اس سے ثابت ہوا کہ کسی بھی صحیح روایت کا سرے سے انکار کردینا اہل تشیع کے ہاں کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے!!

اہم نکتہ: اصول کافی میں موجود امام جعفر صادق کے اس قول کو صحیح السند کہنے کے بجائے ضعیف کیوں نہیں قرار دیا گیا؟؟

◆ چار جیّد شیعہ علماء

– سند   صحیح

– متن   نقص القرآن ، تغییر، ساقط، تحریف

◆ قرآن میں نقص و تغییر کا اقرار۔ (علامہ باقر مجلسی)

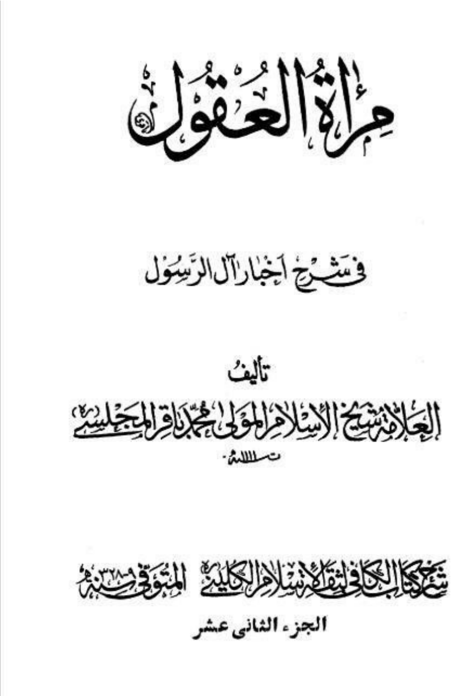

قراءة أُبيّ .

٢٨ ـ عليٌّ بن الحكم ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ

الحديث الثامن و العشرون : موثق . و في بعض النسخ عن هشام بن سالم موضع هارون بن مسلم ، فالخبر صحيح ولا يخفى انّ هذا الخبر و كثير من الأخبار الصحيحة صريحة في نقص القرآن و تغييره ، و عندي انّ الاخبار في هذا الباب متواترة معنى ، و طرح جميعها يوجب رفع الاعتماد عن الاخبار رأساً بل ظنّي ان الاخبار في هذاالباب لا يقصر عن اخبار الامامة فكيف يثبتونها بالخبر .

فان قيل : انّه يوجب رفع الاعتماد على القرآن لانّه إذا ثبت تحريفه ففي كلّ آية يحتمل ذلك و تجويزهم عليهم السلام على قراءة هذا القرآن و العمل به متواتر معلوم اذ لم ينقل من أحد من الأصحاب ان أحداً من ائمتنا اعطاه قرآنا أو علّمه قراءة ، و هذا ظاهر لمن تتبع الأخبار ، و لعمري كيف يجترؤن على التكلّفات الركيكة في تلك الأخبار مثل ما قيل في هذا الخبر ان الآيات الزائدة عبارة عن الأخبار القدسية أو كانت التجزية بالآيات اكثر و في خبر لم يكن ان الاسماء كانت مكتوبة على الهامش على سبيل التفسير والله تعالى يعلم و قال السيّد حيدر الآملي في تفسيره اكثر القراء ذهبوا إلى انّ سور القرآن بأسرها مائة و أربعة عشر سورة و إلى انّ آياته ستة الاف و ستماءة و ست و ستون اية و الى انّ كلماته سبعة و سبعون الفا و اربعماءة و سبع و ثلاثون كلمة ، و الى ان حروفه ثلاثماءة الاف و اثنان و عشرون الفا و ستماءة و سبعون حرفا و الى ان فتحاته ثلاثة و تسعون الفا و ماءتان و ثلاثة و اربعون فتحة ، و الى ان ضمّاته اربعون الفا و ثمان ماءة و أربع ضمّات و الى ان كسراته تسع وثلاثون الفاً و خمسماءة وستة و ثمانون كسرة ، و الى ان تشديداته تسعة عشر الفا و مائتان و ثلاثه و خمسون تشديدة ، و الى انمدّاته الف و سبعماءة و أحد و سبعون مدّة و الى انّ همزاته ثلاث الاف ومائتان و ثلاث و سبعون همزة

◆ اسقاط بعض القرآن و تحریف ثبت (علامه مازندرانی)

Not Secure — shiaonlinelibrary.com

المكتبة الشيعية
Shia Online Library

شرح أصول الكافي - مولي محمد صالح المازندراني - ج ١١ - الصفحة ٨٧

* الأصل:
27 - محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن عبد الله بن فرقد والمعلى بن خنيس قالا: كنا عند أبي عبد الله (عليه السلام) ومعنا ربيعة الرأي فذكرنا فضل القرآن فقال أبو عبد الله (عليه السلام): (إن كان ابن مسعود لا يقرأ على قراءتنا فهو ضال). فقال ربيعة: ضال؟ فقال: (نعم ضال) ثم قال أبو عبد الله (عليه السلام): (أما نحن فنقرأ على قراءة أبي).

* الشرح:
قوله: (ومعنا ربيعة الرأي) في المغرب هو كان فقيه أهل المدينة (أما نحن فنقرأ على قراءة أبي) ضبط أبي في بعض النسخ بضم الهمزة وفتح الباء وشد الياء، فقيل: أنه عليه السلام قال ذلك تقية من ربيعة.

* الأصل:
28 - علي بن الحكم، عن هشام بن سالم، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: (إن القرآن الذي جاء به جبرئيل 7 إلى محمد 9 سبعة عشر ألف آية).

* الشرح:
قوله: (إن القرآن الذي جاء به جبرئيل (عليه السلام) إلى النبي (صلى الله عليه وآله) سبعة عشر ألف آية) قيل: في كتاب سليم بن قيس الهلالي (1) أن أمير المؤمنين (عليه السلام) بعد وفات رسول الله (صلى الله عليه وآله) لزم بيته وأقبل على القرآن يجمعه ويؤلفه فلم يخرج من بيته حتى جمعه كله وكتب على تنزيله الناسخ والمنسوخ منه والمحكم والمتشابه والوعد والوعيد وكان ثمانية عشر ألف آية. انتهى.
وقال صاحب إكمال الإكمال شارح مسلم نقلا عن الطبرسي: أن آي القرآن ستة آلاف

---

١ - قوله: «قيل في كتاب سليم» أقول: أما كلمة سبعة عشر ألف آية في هذا الخبر فكلمة «عشر» زيدت قطعا من بعض النساخ أو الرواة وسبعة آلاف تقريب كما هو معروف في إحصاء الأمور لغرض آخر غير بيان العدد كما يقال أحاديث الكافي ستة عشر ألف والمقصود بيان الكثرة والتقريب لا تحقيق العدد فإن عدد آي القرآن بين الستة والسبعة آلاف. والعجب من هذا القائل الذي لا أعرفه ومن جماعة يعمدون إلى كتاب غير ثابت الصحة، ثم إلى كلمات منه كانت في معرض التغيير والتصحيف ورأوا الاختلاف فيها أكثر من مائة مرة ثم يطمئن أنفسهم بالمشكوك ويعتمدون عليه ويجعلونه دليلا على ثبوت التغيير في القرآن العظيم الذي تداولته آلاف ألوف من النفوس، وهل يتصور من عاقل أن يجعل كتاب سليم بن قيس مقدما على القرآن وأليق بالاعتماد وأولى بالقبول منه وقد حكم جل محققي الطائفة بكونه مجعولا ورأوا من إختلاف نسخة ما لا يحصى واشتماله على ما هو خلاف المعلوم بالتواتر، ولا أدري ما أقول فيمن يتظاهر بالخروج عن معتاد النفوس السالمة وأما دفع تواتر التحريف فقد بيناه في حاشية الوافي تفصيلا فلا نطيل بالتكرار. (ش)

(٨٧)

ان الفاظ سے بھی اگر قرآن کریم میں لفظی تحریف ثابت نہیں ہوتی تو پھر اور کونسے الفاظ سے ثابت کی جائے!!؟؟

اہل بصرہ، اہل مکہ، اہل کوفہ اور اہل حجاز میں آیات میں اختلاف کا تحریف قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کسی اہل سنت عالم نے اس قسم کے اختلاف کو تحریف القرآن نہیں کہا۔

بسم اللہ کے اختلاف سے قرآن کریم میں کمی، بیشی، تبدیلی وغیرہ نہیں ہوتی۔ قرآن کریم تو وہی متواتر چلا آ رہا ہے۔!!

موجودہ قرآن کریم میں تعداد آیات کا اختلاف چھ ہزار سے ساڑھے چھ ہزار کے بیچ میں ہے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ آیات کا نمبر شمار ، زیر زبر، اعراب بعد میں ڈالے گئے، اس وجہ سے بسم اللہ کی حیثیت وغیرہ پر بھی اختلاف پیدا ہوا، لیکن اس قسم کے اختلاف سے قرآن کریم میں کوئی تبدیلی ہرگز نہیں ہوجاتی۔ علماء اہل سنت ان اختلافات کو تحریف قرآن ہرگز نہیں سمجھتے۔

سترہ ہزار آیات سے براہ راست موجودہ قرآن میں دو حصہ ضایع ہونے کا دعوی خود شیعہ جید علماء ہر دور میں تسلیم کرتے آرہے ہیں!!

◆ علامہ باقر مجلسی کو بچانے کے لئے شیعہ عالم ابوھشام کی عجیب و غریب باتیں:

1- نقص اور تغییر کے الفاظ سے علامہ مجلسی کا مقصد تحریف قرآن نہیں ہے۔

2- نقص اور تغییر کے الفاظ سے قرآن کریم میں کوئی عیب ظاہر نہیں ہوتا۔

3- نقص اور تغییر کے الفاظ سے علامہ مجلسی کا مقصد علامہ خود بتا سکتے ہیں!

4- نقص اور تغییر کے الفاظ سے علامہ مجلسی کا مقصد لفظی تحریف نہیں ہے۔

غور فرمائیں! مضحکہ خیر تاویلات سے ابوھشام علامہ مجلسی کا دفاع تو کرتے رہے لیکن اس کی مذمت نہ کر سکے۔

یاد رہے کہ علامہ باقر مجلسی نے نقص اور تغییر القرآن کے الفاظ سترہ ہزار آیات کی روایت کے تحت بیان کئے ہیں۔

حقیقت: موجودہ قرآن کریم میں تو سترہ ہزار آیات نہیں ہیں!

مطلب واضح طور پر علامہ باقر مجلسی نے دو حصہ قرآن کا کم ہوجانا تسلیم کیا ہے اور اسے قرآن کریم میں نقص اور تغییر سمجھا ہے۔ (معاذاللہ ثم معاذاللہ)

ابوھشام کی طرف سے متن کی ایک اور کمزور تاویل

اہل سنت کے ہاں تعداد آیات میں اختلاف ہے ، اس لئے آیات قرآنی چھ ہزار ، آٹھ ہزار، سترہ ہزار اور بیس ہزار بھی ہوسکتی ہیں!! (ابوھشام)

اہل سنت کا رد:

بیشک آیات قرآنی کا نمبر شمار بعد میں کیا گیا، بسم اللہ کی حیثیت، سورتوں کی آیات کے نمبر پر علمائے اہل سنت میں اختلاف تحریف ہرگز نہیں ہے، کیونکہ اس اختلاف سے قرآن کریم میں کمی یا کسی زیادتی کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ بالفرض یہ اختلاف پانچ سو، ہزار یا دو ہزار کا بھی سمجھا جائے تو بھی اصول کافی کے اس قول کی تاویل ممکن نہیں کیونکہ اس قول میں سترہ ہزار آیات کے نزول کی بات کہی گئی ہے۔

یعنی موجودہ قرآن کریم کی ہر آیت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا پڑے گا!!!

تصور کریں!! سترہ ہزار آیات کرنے سے قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت اور انداز بیان کا کیا عالم ہوگا!!!

♦ کیا نقص اور تغییر کے معنی و مفہوم کے لئے عربی جاننا ضروری ہے؟

یہ اتنے سادہ الفاظ ہیں کہ ایک عام فہم بھی سمجھ سکتا ہے کیونکہ اردو میں بھی عیب، خرابی یا کمی بیشی کے لئے نقص اور تغییر کے الفاظ عام استعمال کئے جاتے ہیں۔

نقص اور تغییر کے معنی سمجھنے اتنے مشکل نہیں ہیں کہ عربی جانے بغیر کوئی سمجھ ہی نہ سکے!!

اِنْتَقَس۔ ناقوس بجانا۔
النَّاقِس۔ فا۔ کھٹا۔ کہا جاتا ہے لَبَنٌ نَاقِسٌ اَوْ شَرَابٌ نَاقِسٌ: کھٹا دودھ یا کھٹی شراب۔
النَّقْس۔ ایک قسم کا ناقوس بجل۔ ج نُقُس رَجُلٌ نَقِسٌ لوگوں کی عیب گیری کرنے والا اور لقب رکھنے والا مرد۔
النِّقْس۔ روشنائی۔ ج اَنْقَاس و اَنْقُس
الاَنْقَس۔ باندی بچہ۔ مجہول والا۔
النَّقُوس۔ ایک قسم کی نباتات۔
النَّاقُوس۔ لکڑی یا لوہے کا بڑا ٹکڑا جس کو چھوٹے ٹکڑے سے بجاتے ہیں اور کبھی گھنٹہ کے لئے ناقوس کا کلمہ استعمال کرتے ہیں۔
النِّقَاسَة۔ لقب دینا۔
نَقَشَ (ن) نَقْشًا الشَّیْءَ: مختلف رنگوں سے نقش و نگار کرنا اور مزین کرنا — العِذْقَ: کھجور کے خوشہ کو پکانے کیلئے کانٹوں سے مارنا — الشَّوْکَةَ مِنْ رِجْلِهِ: پیر سے کانٹا نکالنا — مَرْبِضَ الغَنَمِ: بکری کے باڑہ کو کنکر کانٹے وغیرہ سے پاک صاف کرنا — عَنِ الشَّیْءِ: تحقیق و وضاحت کرنا — فَصَّ الخَاتَمِ: انگوٹھی کے نگینہ پر نقش کرنا۔ الشَّعْرَ بِالمِنْقَاشِ: بال کو موچنے سے اکھیڑنا الرَّقَّ: کھال کے دنبالے بنانا — الجَارِيَةَ: جماع کرنا۔ اور کہا جاتا ہے مَا نَقَشَ مِنْهُ شَيْئًا اس سے اس میں سے کچھ نہیں پایا۔
نَقَّشَ الشَّیْءَ: مختلف رنگوں کے نقش و نگار کیا
نَاقَشَه الحِسَابَ وَفِي الحِسَابِ: حساب کی تفصیل سختی سے لینا۔ نَاقَشَ فُلَانًا: جھگڑا کرنا۔
اِنْتَقَشَ عَلَى غَرِيمِهِ: مقروض سے پورا وصول کرلینا۔ نقش کے کھانے پر مداومت کرنا۔ اور کبھی نقشا النقش۔
تَنَقَّشَ جَمِيعَ حَقِّهِ مِنْ فُلَانٍ: سارا وصول کرلینا کچھ نہ چھوڑنا۔
اِنْتَقَشَ الشَّوْكَةَ: کانٹا پیر سے نکالنا۔ اور کبھی اِنْتِقَاش توبہ کیلئے بطور استعارہ کے مستعمل ہوتا ہے — الشَّیْءَ: نکالنا — مِنْ تِرْيَمِ حَقِّهِ: سارا حق وصول کرلینا کچھ نہ چھوڑنا۔ اِنْتَقَشَ فُلَانًا: پسند کرنا۔ تم کہتے ہو اِنْتَقَشْتُكَ لِكَذَا میں نے تم کو فلاں چیز کیلئے منتخب کیا۔ اِنْتَقَشَ لِنَفْسِهِ تَاجًا اَوْ غَيْرَهُ: اس نے اپنے لئے تاج وغیرہ بنایا۔ اِنْتَقَشَ فُلَانٌ: نگینہ پر کندہ کرنے کا حکم دینا — عَلَى فَصِّهِ كَذَا: نقش کے جانے کا حکم دینا۔
النِّقَاشَة۔ نقش و نگار کا پیشہ۔
النَّقْش۔ مص۔ زمین میں نشان۔ نقش و نگار از قسم تصویر وغیرہ ہو۔ ج نُقُوش۔ النَّقْشُ: خشک کھجور جس کو توشہ دان میں رکھکر پانی چھڑک کر پکایا جاتا ہے۔ دَامَ عَلَى أَكْلِ النَّقْشِ اس نے نقش کے کھانے پر مداومت کی
النَّقَّاش۔ نقش و نگار کرنے والا۔
النَّقِيش۔ برتن میں متفرق سامان جو رکھ دیا جاتا ہے۔ مَا لَهُ نَقِيشٌ اس کی کوئی نظیر نہیں
المِنْقَش و المِنْقَاش۔ نقش و نگار کرنیکا آلہ۔ موچنا۔ ج مَنَاقِش۔ و مَنَاقِيش کہا جاتا ہے اِسْتَخْرَجْتُ حَقِّي بِالمَنَاقِيشِ مجھے اپنے حق کے وصول میں مشکل لاحق ہوئی
المَنْقُوش مفعو۔ دینار۔ پکی کھجور جس کو پکنے کے لئے کانٹا مارے۔
— الشَّجَّةُ المُنْتَقِشَةُ والمَنْقُوشَةُ۔ زخم جس سے ہڈیاں نکالی جائیں۔
نَقَصَ (ن) نَقْصًا وَنُقْصَانًا وَنُقْصَانًا الشَّیْءُ: کم ہونا۔ گھٹنا۔ نَقَصْتُ الشَّیْءَ: گھٹانا۔ نَقَصْتُ زَيْدًا حَقَّهُ: حق کم کردینا گھٹا دینا۔
نَقُصَ (ک) نَقَاصَةً المَاءُ: پانی میٹھا وخوشگوار ہونا۔
نَقَّصَ الشَّیْءَ وَاَنْقَصَهُ: گھٹانا۔
اِنْتَقَصَ الشَّیْءُ: گھٹنا — الشَّیْءَ: گھٹانا الرَّجُلَ: عیب جوئی کرنا۔ اِنْتَقَصْتُهُ حَقَّهُ: حق کم کرنا
تَنَقَّصَ فُلَانًا: مذمت کرنا۔ نقص کی نسبت کرنا — الشَّیْءَ: تھوڑا تھوڑا لینا۔
تَنَاقَصَ الشَّیْءُ: آہستہ آہستہ گھٹنا۔
اِسْتَنْقَصَ الثَّمَنَ: قیمت گھٹانے کیلئے کہنا تھوڑا پانا — الرَّجُلَ: نقصان کی نسبت کرنا۔
النَّاقِص۔ فا۔ درہم ناقص: کھوٹا یا کم درہم ج نُقَّص۔
النَّقْص۔ مص۔ یہ نقصان کے مانند ہے مگر فرق یہ ہے کہ نقصان دو استعمال ہوتے ہیں اور نقص میں نہیں ہوتا۔ کہا جاتا ہے۔ دَخَلَ عَلَيْهِ نَقْصٌ فِي دِينِهِ وَعَقْلِهِ اور دَخَلَ عَلَيْهِ نُقْصَانٌ فِي دِينِهِ وَعَقْلِهِ نہیں کہا جاتا۔
النُّقْصَان۔ مص بمعنی۔ کمی۔ کہا جاتا ہے۔ نُقْصَانُهُ كَذَا وَكَذَا اس کا نقصان اتنا اور اتنا ہے
النَّقِيص۔ خوشگوار میٹھا پانی۔ عمدہ وخوشبودار چیز۔
النَّقِيصَة۔ عیب گیری۔ بری خصلت ج نَقَائِص۔
المَنْقَصَة۔ کمی۔ نقصان۔ ج مَنَاقِص
نَقَضَ (ن) نَقْضًا البِنَاءَ: عمارت ڈھانا۔ — العَظْمَ: ہڈی توڑنا — الحَبْلَ: رسی کھولنا۔ — العَهْدَ والأَمْرَ: مضبوطی کے بعد خراب کرنا۔ اور کہا جاتا ہے نَقَضَ فُلَانٌ وِتْرَهُ یعنی فلاں نے اپنا بدلہ لے لیا۔
نَقَضَ (ن ض) نَقْضًا المَفْصِلُ والأَدِيمُ وغیرہ: چٹخنا۔ جوڑ یا چمڑے کا تڑتڑ کرنا۔
نَاقَضَ مُنَاقَضَةً وَنِقَاضًا قَوْلُهُ الثَّانِي قَوْلَهُ الأَوَّلَ: مخالف ہونا۔
اَنْقَضَتِ العُقَابُ: عقاب کا آواز نکالنا اَنْقَضَ أَصَابِعَهُ: انگلیاں چٹخانا — الكَمْأَةُ وَعَنِ الكَمْأَةِ: سانپ کی چھتری کو زمین سے نکالنا بِالمَعْزِ: بکری کو بلانا — الحِمْلُ الظَّهْرَ: بوجھل کرنا ر — وَنَقَّضَ الكَمْءُ: سانپ کی چھتری کا زمین کو پھاڑنا۔ وَنَقَّضَ الأَرْضَ: مٹی علیحدہ کردینا۔
تَنَقَّضَ الدَّمُ: خون ٹپکنا — الجُرْحُ: زخم سے خون بہنا — الحَبْلُ: رسی کا کھل جانا — البَيْتُ: ٹوٹنا۔ تَنَقَّضَتْ عِظَامُهُ: ہڈیوں سے آواز نکلنا — الأَرْضُ عَنِ الكَمْأَةِ:

◆ نقص اور تغییر کے الفاظ سے علامہ باقر مجلسی کا مؤقف کچھ اور تھا! (ابوھشام)

اگر علامہ مجلسی کا مؤقف لفظی تحریف قرآن نہ ہوتا اور وہ اس روایت میں لفظ "آیت" کا مفہوم کسی اور طرح سے لیتے تو پھر قرآن کریم میں کیسا نقص؟؟ کیسا تغییر؟؟

◆ اہل سنت کی دلیل اصول کافی کی روایت بمعہ تائید چار شیعہ علماء :

– چار جید شیعہ علماء نے امام جعفر صادق کا قول صحیح تسلیم کیا ہے!!

– دو شیعہ علماء نے واضح الفاظ میں نقص القرآن و تغییر (علامہ باقر مجلسی) اور تحریف القرآن، ساقط کے الفاظ (علامہ مازندرانی) استعمال کئے ہیں!!

اب یا تو چاروں علماء سے شیعہ ہاتھ اٹھائیں، ان کی مذمت کریں یا پھر ان کی بات تسلیم کرتے ہوئے اقرار کریں کہ معاذاللہ موجودہ قرآن کریم تحریف شدہ ہے!!

◆ شیعہ عالم ابوھشام کا اعتراض

اہل سنت کی دلیل درست نہیں اور استدلال کا طریقہ بھی درست نہیں ہے! (ابوھشام)

غور فرمائیں:

– اہل سنت دلیل   اصول کافی کی ایک صحیح السند روایت

– امام جعفر صادق کا قول   ساتھ میں چار جید شیعہ علماء کی توثیق

– اسی روایت کے تحت دو جیّد شیعہ علماء کا تحریف قرآن تسلیم کرنا!

اور شیعہ عالم کو دلیل اور استدلال درست نہیں لگ رہا!!

اہم سوال: کیا امام معصوم کا قول اہل تشیع کے ہاں حجت نہیں ہے۔؟؟

♦ اہل سنت استدلال شیعوں پر چسپاں کیا گیا ہے! (ابوھشام)

حقیقت: اصول کافی کی روایت بمعہ چار جید شیعہ علماء کی توثیق اور وضاحت پیش کی گئی ہے۔

– علامہ مجلسی نے نہ صرف سند کو صحیح کہا ہے بلکہ متن سے لفظی تحریف قرآن تسلیم کرتے ہوئے نقص القرآن و تغییر کے الفاظ بیان کئے ہیں!!

♦ شیعہ عالم ابوھشام کی صریح جہالت! اور علامہ باقر مجلسی کی تضاد بیانی!

لفظ "تغییر" بحار الانوار سے دکھا کر فرما رہے ہیں کہ علامہ مجلسی نے تحریف القرآن کا انکار کیا ہے اور قرآن کریم کو محفوظ تسلیم کیا ہے۔

یہ دیکھیں کھلا تضاد   تغییر کا لفظ دونوں جگہ

ایک جگہ نقص اور تغییر قرآن میں ہے (شرح اصول کافی)

دوسری جگہ تغییر قرآن میں نہیں ہے۔ (بحارالانوار)

ج۹ باب احتجاج الله تعالى على أرباب الملل المختلفة في القرآن الكريم -١١٣-

و يحتمل أن يكون المراد جميع نعم الله بدّلوها أقبح التبديل، إذجعلوا مكان شكرها الكفر بها؛ واختلف في المعنيّ بالآية فروي عن أمير المؤمنين عليه السلام و ابن عبّاس و ابن جبير وغيرهم أنّهم كفّار قريش كذّبوا نبيّهم ونصبوا له الحرب والعداوة.

و سأل رجلٌ أمير المؤمنين عليه السلام عن هذه الآية فقال: هما الأفجران من قريش: بنو اُميّة و بنو المغيرة، فأمّا بنو اُميّة فمتّعوا إلى حين، و أمّا بنو المغيرة فكفيتموهم يوم بدر. وقيل: إنّهم جبلة بن الأيهم ومن تبعه من العرب تنصّروا ولحقوا بالروم «و أحلّوا قومهم دار البوار» أي دار الهلاك.(١)

و في قوله: «ربما يودّ الّذين كفروا» أي في الآخرة إذا صار المسلمون إلى الجنّة والكفّار إلى النار «ما تنزّل الملائكة إلّا بالحقّ» أي بالموت، أو بعذاب الاستيصال إن لم يؤمنوا، أو إلّا بالرسالة «وما كانوا إذاً» أي حين تنزّل الملائكة «منظرين» أي لايمهلون ساعة.

«إنّا نحن نزّلنا الذكر» أي القرآن «وإنّا له لحافظون» عن الزيادة والنقصان والتغيير والتحريف؛(٢) وقيل: نحفظه من كيد المشركين فلايمكنهم إبطاله ولايندرس ولاينسى؛ وقيل: المعنى: وإنّا لمحمّد حافظون.

«ولوفتحنا عليهم» أي على هؤلاء المشركين «باباً من السماء» ينظرون إليه «فظلّوا فيه يعرجون» أي فظلّت الملائكة تصعد و تنزل في ذلك الباب؛ و قيل: فظلّ هؤلاء المشركون يعرجون إلى السماء من ذلك الباب و شاهدوا ملكوت السماوات «لقالوا إنّما سكّرت أبصارنا» أي سدّت و غطّيت؛ و قيل: تحيّرت و سكنت عن أن تنظر «بل نحن قومٌ مسحورون» سحرنا محمّد فيخيّل الأشياء إلينا على خلاف حقيقتها.(٣)

(١) مجمع البيان ٦: ٣١٤.

(٢) في التفسير المطبوع: و قيل: معناه: متكفل بحفظه إلى آخر الدهر على ماهو عليه، فتنقله الامة عصرا بعد عصر إلى يوم القيامة، لقيام الحجة به على الجماعة من كل من لزمته دعوة النبي صلى الله عليه وآله وسلم، عن الحسن.

(٣) مجمع البيان ٦: ٣٢٨ و ٣٣٠ و ٣٣١.

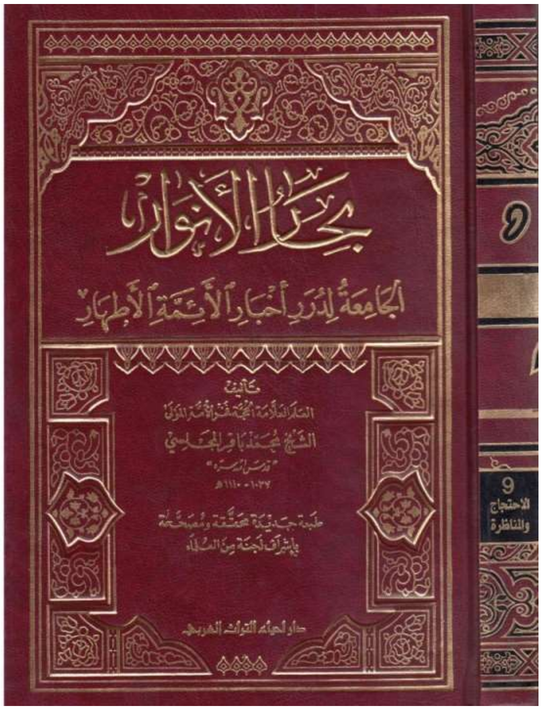

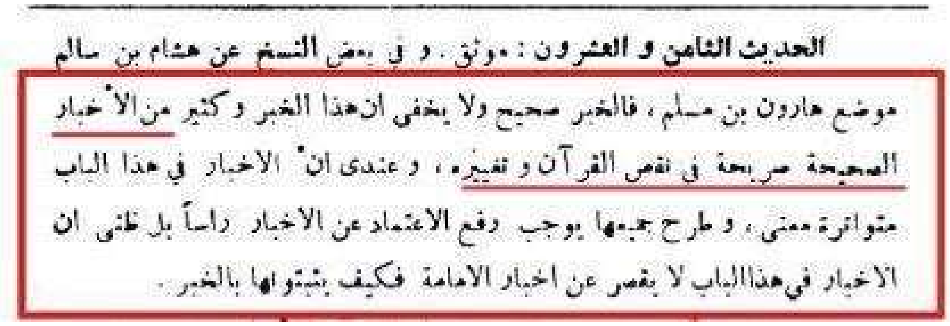

الحديث الثامن و العشرون: موثق. و في بعض النسخ عن هشام بن سالم موضع هارون بن مسلم، فالخبر صحيح ولا يخفى ان هذا الخبر و كثير من الأخبار الصحيحة صريحة في نقص القرآن و تغييره، و عندي ان الاخبار في هذا الباب متواترة معنى، و طرح جميعها يوجب رفع الاعتماد عن الاخبار رأساً بل ظني ان الاخبار في هذا الباب لا يقصر عن اخبار الامامة فكيف يثبتونها بالخبر.

غور فرمائیں: وہی لفظ "تغییر" مرآۃ العقول میں سترہ ہزار آیات کے تحت لکھتے ہوئے علامہ باقر مجلسی نے نقص اور ایسی روایات کو متواتر معنوی کہہ کر تحریف قرآن کو تسلیم کیا ہے!!

علامہ باقر مجلسی کی یہ تضاد بیانی نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟؟ نقص القرآن اور تغییر جیسے صریح لفظ تحریف قرآن پر دلالت کرتے ہیں!

ابوھشام کی عجیب جاہلانہ تاویل

علامہ مجلسی کے ذہن میں نقص القرآن کے معنی تحریف سے الگ ہیں۔ (ابوھشام)

مطلب پوری دنیا نقص کے لفظ کی معنی "**عیب، خرابی،غلطی، گھٹانا، بڑھانا، کمی، زیادتی**" وغیرہ سمجھتی ہے۔

لیکن علامہ باقر مجلسی کی لغت میں نقص کا مطلب "**بے عیب، کمی بیشی سے پاک، اچھائی، خوبی، محفوظ حالت**" وغیرہ ہے!!

♦ ابوھشام کی غیر ضروری باتیں

– ناسخ و منسوخ پر گفتگو!! جبکہ یہ موضوع زیر بحث نہیں تھا۔ اہل سنت کے نزدیک ناسخ و منسوخ کو کسی عالم نے تحریف قرآن نہیں سمجھا!

– ابوھشام اپنے چار جیّد علماء کا دفاع نہ کرسکے بلکہ ان کی مذمت بھی نہ کرسکے!!

اجتہادی خطا کہہ کر دفاع کیا مطلب روایت بھی صحیح ، توثیق بھی صحیح لیکن تحریف قرآن کا اقرار بھی تسلیم نہیں کرنا!!

◆ **ابوھشام کی طرف سے صحیح السند روایت کا ایک راوی بدل کر روایت کو ضعیف قرار دینے کی بھونڈی کوشش کی گئی!!**

اہم سوال جو شیعہ عالم ابوھشام سے بار بار پوچھا گیا۔

– اصول کافی میں محمد بن احمد اگر السیاری ہے تو یہ علم ابوھشام کو کیسے ہوگیا؟

جبکہ چار جید شیعہ علماء کرام اتنی اہم بات سے لاعلم رہے اور اس روایت کی توثیق کرتے ہوئے تحریف القرآن کے عقیدے کو بھی بیان کردیا!!

◆ **ابوھشام کی ایک اور جہالت**

راوی اپنی مرضی سے بدل کر فریق مخالف سے مطالبہ کیا گیا کہ ثابت کیا جائے کہ اس روایت میں السیاری نہیں ہے۔۔۔!!!

جبکہ اہل سنت نے دلیل میں بطور دلیل چار جیّد شیعہ علماء سے پہلے ہی ثابت کردیا تھا کہ روایت اہل تشیع کے اصولوں کے مطابق صحیح السند ہے، مطلب سند میں السیاری جیسا کوئی راوی ضعیف نہیں ہوسکتا!

ابوھشام کو شیعہ علماء سے ثابت کرنا تھا کہ اصول کافی میں اس روایت کا راوی محمد بن احمد السیاری ہے!!

– ابوھشام نے ذاتی رائے سے ایک راوی کو بدل کر صحیح روایت کو ضعیف کردیا!! لیکن ثابت نہیں کر سکا کہ

کس شیعہ عالم نے اس روایت کی سند میں السیاری کا ذکر کیا ہے؟

السیاری جیسے ضعیف راوی کے ہوتے ہوئے چار جید شیعہ علماء کرام اس روایت کو صحیح کیسے کہہ سکتے ہیں؟؟

♦ طوفان بدتمیزی کا الزام!!

مکمل گفتگو سن کر یہ فیصلہ کرنا نہایت آسان ہے کہ کس فریق نے زیر بحث نکات سے باہر گفتگو کی اور ذاتیات پر باتیں کہہ کر وقت ضایع کیا۔

♦ شیعہ عالم ابوهشام کی نام نہاد تحقیق!!!

السیاری کی کتاب سے وہی روایت جو اصول کافی سے پیش کی گئی تھی، اسے دکھا کر دعوی کیا گیا کہ مصنف السیاری اس روایت کی سند میں ثابت ہوگیا۔

كتاب القراءات

أو

التنزيل والتحريف

تأليف

أبي عبد الله أحمد بن محمد السياري

حققه وقدم له

أيتان كولبرغ ومحمد علي أمير معزي

بريل

الناشر

دار بريل للنشر في ليدن وبوسطن

٢٠٠٩

١٣ وعنه قال: ما جرت ‹المواسي›[٥٣] على[٥٤] رجل من قريش إلّا وقد نزل فيه آية من[٥٥] كتاب الله عزّ وجلّ تهديه[٥٦] إلى الضياء[٥٧] أو تسوقه[٥٨] إلى النار.

١٤ حمّاد بن عيسى، عن إبراهيم بن ‹عمر›[٥٩] قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: إنّ القرآن فيه خبر ما مضى وما يحدث وما كان[٦٠] وما هو كائن وكانت فيه[٦١] أسماء رجال فأُلقيت.

١٥ عليّ بن النعمان،[٦٢] عن عبد الله بن مسكان ‹...› عن أبي جعفر عليه السلام أنّه قال: لولا أنّه زيد في القرآن ونُقص ‹منه›[٦٣] ما خفي حقّنا على ذي حجًى، ولو قد قام قائمنا[٦٤] فنطق صدّقه القرآن.

١٦ عليّ بن الحكم،[٦٥] عن هشام بن سالم قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: القرآن الذي جاء به جبرئيل[٦٦] عليه السلام إلى محمّد صلّى الله عليه وآله ‹سبعة عشر›[٦٧] ألف آية.

١٧ ابن[٦٨] فضّال، عن داود بن ‹أبي يزيد›،[٦٩] عن بريد،[٧٠] عن أبي عبد الله عليه السلام قال: نزل القرآن في سبعة بأسمائهم فمحت قريش ستّة وتركت أبا لهب.

---

٥٣ م ل ت ب: الموسى. ٥٤ ت ب: + رأس. ٥٥ ل: في. ٥٦ ل ت ب: يهديه. ٥٧ ل ت ب: حساب. ٥٨ ت ب: يسوقه. ٥٩ م ل ت ب: عمير النخعي. ٦٠ [وما كان]: ت: الكلمتان مخاطتان. ٦١ سقط من ل ت ب. ٦٢ م ل ت ب: + عن أبيه. ٦٣ سقط من م ل ت ب: والنص عن العياشي. ٦٤ ل: قائما. ٦٥ ل ت ب: حكم. ٦٦ م: جبريل. ٦٧ ‹سبعة عشر›: م ل ت: عشرة، وفي هامش ل: ثمانية، مع علامة (ظ) + سبعة كما في الكافي؛ ب: ثمانية عشرة (كذا). ٦٨ م: بن. ٦٩ ‹أبي يزيد›: م ل ت ب: زيد. ٧٠ كذا في ف؛ م: بريد، مصحح إلى: يزيد؛ ل ت ب: يزيد.

حقیقت: کسی مصنف کا اپنی کتاب میں کوئی روایت شامل کرنا اس بات کا ثبوت نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی سند میں موجود ہے۔

ابوھشام کی فاش غلطی!!

ابو ہشام نے دعوی کیا کہ وہ دوسرے علماء سے بھی دکھا دے گا کہ اس اصول کافی کی روایت میں السیاری ہے۔

جبکہ آخر دن تک ان سے پوچھا گیا لیکن وہ ایک بھی عالم سے نہ دکھا سکے کہ اصول کافی کی اس روایت میں السیاری نام کا کوئی راوی ہے۔!

بالآخر اپنی بات سے مکرتے ہوئے کہنے لگے کہ

"راوی السیاری ہے یا نہیں اس پر کوئی قرینہ موجود نہیں ہے!!!"

ایک اور جہالت

چار جید شیعہ علماء کرام کی تحقیق کا جنازہ نکال دیا!!! ابوھشام کی ذاتی رائے کے مطابق یہ روایت منقطع ہے!! مرسل روایت ہے!!

◆ اہل تشیع کے پاس صرف دو راستے :

توثیق کرنے والے جھوٹے ہیں، سند کے تمام راوی بشمول چار جیّد شیعہ علماء کی مذمت اور ان سے ہاتھ اٹھایا جائے!!

اہل تشیع اعلان کردیں کہ سند کے راوی اور چار جیّد علماء سے متفق ہیں اور موجودہ قرآن کریم میں معاذاللہ نقص ، تغییر ہوگیا ہے اور کچھ حصہ ساقط کردیا گیا ہے۔

بیچ کا کوئی آپشن ہی نہیں ہے۔

اہل سنت کا دو ٹوک مؤقف

آج کوئی ذرا بھی قرآن کریم میں شک کرے گا تو وہ بالاتفاق کفر کا مرتکب ہوگا۔

حضرت ابن عباسؓ دور نبوی کے جلیل القدر صحابی رسولﷺ ہیں، اس وقت سات لہجوں کا قرآن کریم رائج تھا۔ علمائے اہل سنت کے نزدیک اس روایت میں حضرت ابن عباس کا قول فرد واحد کا قول ہے ۔ عین ممکن ہے دور نبوی کی کسی قرآت میں تستانسو کی جگہ تستاذنو پڑھا جاتا ہو کیونکہ معنی و مفہوم میں کوئی بڑا فرق نہیں ہے۔

۔ قرآن کریم جمع کرتے وقت قریشی لہجہ، اکثریت رائے اور نبی کریم ﷺ کے سامنے وحی کی کتابت کو براہ راست دیکھ کر موجودہ قرآن کریم کی کتابت کی گئی ہے۔ یہی قرآن کریم دور نبویﷺ سے ہر دور میں متواتر چلا آ رہا ہے، اس لئے کسی فرد واحد کے قول کی متواتر روایات کے آگے کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

– بنص قرآن کسی ایک کاتب کی خطا سے قرآن کریم کا کوئی لفظ بدل جانا ناممکنات میں سے ہے۔

♦ آخری کوشش کہ اہل سنت کو تحریف قرآن کا قائل ثابت کیا جائے!

–ابوھشام نے اصول کافی کی روایت پر بات کرنے کے بجائے اہل سنت کو تحریف القرآن کا قائل ثابت کرنے کی کوشش کی!!
–شیعوں کی مجبوری ہے کہ اہل سنت پر تحریف ثابت کی جائے بصورت دیگر اپنے لوگوں کو سمجھانا بڑا مشکل ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے قرآن کریم کو محفوظ کیسے کر لیا جبکہ صحابہ کرام تو شیعوں کے مطابق معاذاللہ بعد از نبی مرتد ہوچکے تھے!!

حضرت ابن عباس کے اس قول کو کسی ایک اہل سنت عالم نے تحریف القرآن پر محمول نہیں کیا!!

جبکہ اصول کافی میں سترہ ہزار آیات کو نہ صرف شیعہ جید علماء نے صحیح تسلیم کیا ہے بلکہ اس روایت سے قرآن کریم میں معاذاللہ نقص، تغییر، ساقط اور تحریف تک بیان کیا ہے!!

♦ تعداد آیات کا اختلاف:

–آیات نمبر، نکتے، اعراب بعد میں قرآن کریم میں لفظوں پر لگائے گئے تاکہ غیر عرب مسلمان صحیح تلفظ سے قرآن کریم کی تلاوت کرسکیں۔ یہی وجہ ہے کہ کل تعداد آیات میں اختلاف ہے۔

–تعداد آیات میں اختلاف کا قرآن کریم کی تحریف سے کوئی تعلق نہیں ہے!! کیونکہ اس اختلاف سے قرآن کریم میں ذرا برابر بھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ بیشک قرآن کریم کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے اور متواتر چلا آ رہا ہے۔!!

چوتھی قسط کے بعد ابوھشام گفتگو کے اہم موڑ پرتین دن غائب ہوگئے، اصل میں اہل سنت کی طرف سے انہیں مجبور کیا گیا تھا کہ وہ صرف اہم نکات پر دو ٹوک گفتگوکریں ،انہیں رعایت دی گئی کہ ہر وائس کا جواب دینا لازمی نہیں ہے۔

اس دوران گروپ کے کچھ سینئر ممبرز نے مجبوراً عزت بچانے کے لئے تبصرے اور ادھر ادھر کی باتیں کر کے گروپ ماحول کو اپنے موافق کرنے کی کوشش کی۔ ایک تبصرے میں میری تائید بھی کی گئی کہ ہر وائس کا جوب دینے کے بجائے فریقین ٹو دی پوائنٹ گفتگو کریں۔

یاد رہے کہ چوتھی قسط کے آخر میں اہل سنت کی طرف سے گفتگو کو مختصر کرتے ہوئے اہم نکات پر مشتمل مندرجہ ذیل تحریر پیش کی گئی تھی تاکہ شیعہ عالم ابوھشام غیر ضروری باتوں میں الجھنے کے بجائے، صرف ان باتوں کا علمی رد کریں۔

مسئلہ تحریف قرآن پر گفتگو کے اہم نکات

28 علي بن الحكم، عن هشام بن سالم [2]، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال:

إن القرآن الذي جاء به جبرئيل (عليه السلام) إلى محمد (صلى الله عليه وآله) سبعة عشر ألف آية [3].

ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:
28- علي بن حكم ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں وہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: وہ قرآن جسے جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیات پر مشتمل تھا۔

11:57 PM ✓

اہل تشیع کی تاویل	سترہ ہزار آیات کا مطلب سترہ ہزار نشانیوں کا نزول
اہل سنت کا رد:	قرآن کریم میں کسی بھی قسم کی نشانیاں دور نبوی میں نہیں تھیں۔
اہل تشیع کی تاویل	قرآن کریم کے تین حصوں میں سے دو حصے منسوخ ہوگئے!! بعد میں خود ہی اس تاویل کا انکار ناسخ و منسوخ کا تصور اہل تشیع کے ہاں موجود ہی نہیں ہے۔
نتیجہ :	متن کی تاویل ابھی تک نہیں کی جاسکی ۔

سند پر اعتراض:

اہل تشیع کا رد: راوی احمد بن محمد اصل میں السیاری ہے، جو کہ ضعیف ہے۔

اہل تشیع کی دلیل: احمد بن محمد السیاری نے اس روایت کو اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔

اہل سنت کا جواب: السیاری کا اپنی کتاب میں اس روایت کا بیان کرنا ضعیف ہونے کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔

اہل سنت کی دلیل: اصول کافی کی روایت کی توثیق کئی شیعہ علماء کرام کرچکے ہیں۔ اگر راوی السیاری ہوتا تو اس کی توثیق کرنا ممکن نہیں تھا، اس سے واضح ہوتا ہے راوی السیاری نہیں ہوسکتا۔

جواب طلب نکات

اصول کافی کی اس روایت میں احمد بن محمد "السیاری" کس دلیل سے ہیں؟ احمد بن محمد البارقی کیوں نہیں ہوسکتے؟

جن علماء کرام نے اس روایت کی توثیق کی ، انہیں تو یہ معلوم نہ ہوسکا ، ابوھشام کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ اس روایت میں احمد بن محمد **"السیاری"** ہی ہیں؟

حضرت ابن عباسؓ معاذاللہ تحریف قرآن کے اگر قائل تھے تو اس روایت کے ساتھ علماء اہل سنت کی تائید بھی پیش کردیں کہ ان کے نزدیک بھی حضرت ابن عباسؓ تحریف قرآن کے قائل تھے معاذاللہ ، تاکہ آپ کا استدلال درست سمجھا جاسکے۔

ان اہم نکات کی وضاحت شیعہ عالم نہیں کرسکے!!

ابوھشام کا تحریری جواب

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على خير خلقه وأفضل بريته محمد وعترته الطاهرين، واللعن الدائم على أعدائهم أجمعين إلى يوم الدين،

♦ ایک حدیث اور اس پر عنید کے اشکالات کے جوابات ۔

علی بن الحکم، عن هشام بن سالم عن ابي عبدالله عليه السلام قال إن القرآن الذي جاء به جبرائيل عليه السلام إلي محمد صلي الله عليه وآله وسلم سبعه عشر ألف اية.

علی بن حکم نے ہشام بن سالم سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک قرآن جسے جبرائیل علیہ السلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی طرف اس میں سترہ ہزار آیات ہیں،

معترض نے اپنی کم عقلی کے سبب اس روایت کو تحریف پر دلالت کرنے والی سمجھ لیا ہالانکہ یہی اس شخص کے کم عقل ہونے کی دلیل ہے چونکہ معترض نہ عربی زبان سے آگاہ ہے اور ناہی اس کے پاس عقل ہے لہذا ہمارے بار بار سمجھانے کے بعد بھی یہ سمجھنے سے قاصر رہا اور اپنے زعم ناقص میں یہ سمجھ بیٹھا کہ جیسے معرکہ فتح کر لیا ہے،

ہم نے جواب میں کہا تھا کہ اس روایت کے متن میں کوئی ایسی چیز نہیں جو تحریف پر دلالت کرتے ہو اس کی تشریح کئ اعتبار سے ہو سکتی ہے جیسے

1 آیت کا لغوی معنی علامت ظاہری ہے، اور قرآن کریم میں لفظ 382 م بار مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے

1 پہلا معنی تو وہی ہے جو قرآن کی کتابت میں استعمال ہوا یعنی آیت کے مجموعے سے سورے بنے، ،

مَا نَنْسَخْ مِنْ ا ٰيَةٍ ا َو ْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ ا َو ْ مِثْلِهَا ۗ ا َلَمْ تَعْلَمْ ا َن َ ّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ

(البقرہ 106)

ہم جو کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے برابر لاتے ہیں، کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر قاد رہے۔

دوسرا معنی علامت

و َمِنْ ا ٰيَاتِهٖ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ و َالنَّهَارِ و َابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ ا ِن َ ّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُوْنَ

(الروم 23)

اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن میں سونا اور اس کے فضل کا تلاش کرنا ہے، بے شک اس میں سننے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

و َمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْ ضَ خَاشِعَةً فَإِذَ ا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ و َرَبَتْ إِ ن َ ّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَى إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(فصلت 39)

اور اس کی نشانیوںمیں سے ایک یہ ہے کہ تو زمین کو دبی ہوئی (بنجر) دیکھتا ہے، پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ لہلہاتی ہے اور پھولتی ہے۔ بے شک

وہ جس نے اسے زندہ کیا، یقینا مردوں کو زندہ کرنے والا ہے، یقینا وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

3 تیسرا معنی معجزہ

وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ

(القمر2)

اور اگر وہ کوئی معجزہ دیکھ لیں تو اس سے منہ موڑ لیں اور کہیں یہ تو ہمیشہ سے چلا آتا جادو ہے۔

4 عبرت

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا

(مریم 21)

کہا ایسا ہی ہوگا، تیرے رب نے کہا ہے کہ وہ مجھ پر آسان ہے، اور تاکہ ہم اسے لوگوں کے لیے نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں، اور یہ بات طے ہو چکی ہے۔

وَ قَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَ جَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا

(الفرقان 37)

اور نوح کی قوم کو بھی جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور ہم نے انہیں لوگوں کے لیے نشانی بنا دیا، اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

5 نمونہ

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۚ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ

(13 ال عمران)

تمہارے سامنے ابھی ایک نمونہ دو فوجوں کا گزر چکا ہے جو آپس میں ملیں، ایک فوج اللہ کی راہ میں لڑتی ہے اور دوسری فوج کافروں کی ہے وہ کافر مسلمانوں کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہے تھے، آنکھوں کے دیکھنے سے اور االلہ جسے چاہے اپنی مدد سے قوت دیتا ہے، اس واقعہ میں دیکھنے والوں کے لیے عبرت ہے۔

ہم نے اختصار کے سبب فقط بعض معنی پر ہی اکتفا کیا،

ان متعدد آیات سے یہ بات بلکل واضح ہو گئی کہ آیت کا اطلاق، **نشانی، عبرت، نمونہ معجزہ** پر بھی ہوتا ہے، پس کلام امام علیہ السلام کا مفہوم بلکل واضح ہو گیا کہ قرآن مجید میں 17000 نشانیاں یا معجزات، یا عبرت وغیرہ موجود ہیں، تو معترض کو اس میں کون سی چیز تحریف پر دلالت کرنے والی نظر ائ؟

اور اگر فرض محال آیات سے وہ آیات بھی مراد لیا جائے جو سوروں میں موجود ہیں تب بھی اس سے تحریف لازم نہیں آتی کیونکہ سنیوں کے یہاں خود قرآن

کی آیات کی تعداد   میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے جس کا ذکر ہم نے کیا مگر معترض کو اتنا شعور نہیں کہ وہ ہماری بات کو سمجھ سکے۔

فإن الاختلاف قد وقع بين العلماء في عد آي القرآن، قَال َ الدَّانِيُّ :

أ َجْمَعُوا عَلَى أ َن َ ّ عَدَد َ آيَات ِ الْقُرْآن ِ سِتَّةُ آلَاف ِ آيَةٍ ثُمَّ اخْتَلَفُوا فِيمَا ز َاد َ عَلَى ذ َلِكَ فَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَزِد ْ و َمِنْهُمْ مَنْ قَال َ : و َمِائَتَا آيَةٍ و َأ َر ْبَعُ آيَات ٍ، و َقِيلَ : و َأ َر ْبَعَ عَشْرَةَ َ، و َقِيلَ : و َتِسْعَ عَشْرَةَ َ، و َقِيلَ : و َخَمْسٌ و َعِشْرُون َ، و َقِيلَ : و َسِتٌّ و َثَلَاثُون َ

علماء نے قرآن کی آیات کے متعلق اختلاف کیا ہے دانی نے کہا کہ اس پر اجماع کیا ہے کہ قرآن میں 6000 آیات ہیں اس کے بعض زیادہ کے متعلق اختلاف کیا ہے ان میں سے بعض ایسے ہیں جو زیادہ نہیں کرتے بعض نے 204 و 14 و 19 و 25 و 36

لنک

خود بسم اللہ کے متعلق شدید اختلاف ہے ایک گروہ کے نزدیک فقط دو سورتوں کا جز ہے، دوسرے گروہ کے نزدیک 113 سروں کا جز ہے،

بعض کے نزدیک فقط ایک سورے کا جز ہے،

نتیجہ یہ کہ فقط بسم اللہ میں ہی سنیوں کے یہاں شدید اختلافات پائے گئے 113 کا اختلاف فقط بسم اللہ میں،

تو اگر قرات اہل بیت علیہم السلام میں اس موجودہ قرآن کو 17000 آیات میں تقسیم کیا گیا ہو تو معترض کو اس میں تحریف کہاں نظر آگئی؟

یہ ان اشکالات کے جوابات تھے جو معترض نے متن پر کئے تھے جس سے خود معترض ہی مورد الزام ٹھہرا اور الحمدللہ روایت میں کوئی بھی ایسی چیز نہ دکھا سکا جو تحریف پر دلالت کرتی ہو

معترض نے پھر ایک جھوٹ بولا اور اپنے مذہب کا باطل عقیدہ ہم پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کی ہم نے یہ بات تم پر حجت تمام کرنے کے لیے کہیں تھی کہ اگر فرض محال 17000 آیات نازل بھی ہوئیں اور اس میں سے بہت سی منسوخ ہو گئیں تو تم کو اعتراض کا کوئی حق حاصل نہیں کیونکہ تمہارے باطل مذہب میں خلاف قرآن ایک اصول ہے کہ آیت کی تلاوت منسوخ ہو جاتی ہے مگر اس کا حکم باقی رہتا ہے۔

اب سند کے متعلق بھی اشکالات کے جوابات دیتے ہیں، مگر اس سے پہلے یہ بتاتے چلیں کہ کلینی علیہ الرحمہ نے اس روایت کو باب نوادر میں نقل کیا ہے اور علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین باب نوادر میں نقل شدہ روایت کو حجت تسلیم نہیں کرتے درحقیقت اس باب میں ائ ہوئ روایت قابل احتجاج نہیں ہوتی تو اب اگر روایت کی سند صحیح بھی ہو تو تب بھی باب نوادر میں آنے کے سبب روایت حجت نہیں، چنانچہ

آقا بزرگ تہرانی علیہ الرحمہ عنوان نوادر کے متعلق لکھتے ہیں

(النوادر) عنوان عام لنوع من مؤلفات الأصحاب في القرون الأربعة الأولى للهجرة ، كان يجمع فيها الأحاديث غير المشهورة ، أو التي تشتمل على أحكام غير متداولة . أو استثنائية (1) ومستدركة لغيرها .

نوادر ایک عام عنوان ہے ہمارے اول چار قرنوں کے علماء اپنی تالیفات میں لائے ہیں جس میں احادیث غیر مشہورہ، یا جن پر عمل نہیں ہوتا یا مستثنیات کو لاتے ہیں

الذّريعة إلى تصانيف الشّيعة جلد : 24 صفحه : 316/315

لنک

شیخ مفید علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ

: في أبواب النوادر ، والنوادر هي التي لا عمل عليها.

أبواب نوادر، اور نوادر وہ ہے جس پر عمل نہیں ہوتا

جوابات اهل الموصل في العدد والرؤية : الشيخ المفيد جلد : 1 صفحه : 19

لنک

ہم نے ذکر کیا تھا کہ احمد بن محمد نام کے کئی مشترک راوی ہیں اور معصر بھی ہیں لہذا اس لیے سند میں کون سا محمد بن احمد ہے پتا کرنا کچھ مشکل ہے مگر چونکہ محمد بن احمد سیاری نے یہ روایت اپنی کتاب میں عین اسی سند و متن سے نقل کی ہے اب اس کے بعد کوئی اشکال باقی نہیں رہتا کہ راوی برقی

نہیں بلکہ سیاری ہی ہے اور ثانیا علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے روایت کو موثق کہا ہے موثق وہ روایت ہوتی ہے جس کی سند میں راوی غیر امامی ہو جبکہ اگر راوی برقی مراد لیا جائے تو سند صحیح ہوگی نہ کہ موثق کیونکہ پھر سند کے تمام راوی امامی ہوں گے،

جہاں تک روایت کی سند کی توثیق کی بات ہے تو ہم سنیوں کی طرح جمود فکری کا عقیدہ نہیں رکھتے کہ جو کچھ ابو حنیفہ یا مالک یا شافعی یا احمد نے کہہ دیا بس وہ قرآن کی آیت و حدیث کی طرح ہو گیا کہ اس میں تحقیق لازم نہیں یا بخاری و مسلم کی طرح کے بس ان کی تحقیق بغیر چون چرا کہ قبول کرنی ہوگی، بلکہ ہم علمائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بے حد احترام کے قائل ہیں مگر ان کو معصوم نہیں سمجھتے ہمارے یہاں باب اجتہاد ہمیشہ کے لیے کھلا ہے علماء سے سہو بھی ہوتا ہے ثواب بھی تو اپنے قانون ہم پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش نہ کرو،
ثانیا تصحیح اور تضعیف کے متعلق جو شدید اختلاف سنیوں کے یہاں ہے اس کی نظیر نہیں مثلا سیکڑوں روایات ہیں جنکو حاکم نے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا مگر ذہبی نے ان کو رد کیا، کتنی ہی روایات ہیں جن کو ترمذی نے صحیح یا حسن کہا اور البانی نے ان کو ضعیف کہا، کتنی ہی روایات ہیں جن پر ابوداؤد نے سکوت کیا مگر البانی وغیرہ نے انکو ضعیف کا شعیب ارنووط نے صحیح ابن حبان کی کتنی ہی روایات کو ضعیف کہا تو کیا ان کی تحقیقات کو تناقصات میں شمار کیا جائے؟

ابوھشام کی تحقیقی تحریر کا پوسٹ مارٹم

!!!غور سے پڑھا جائے تو اس تحقیقی تحریر سے شیعہ عالم فاضل ابوھشام نے اپنے چار جیّد شیعہ علماء کی علمیت، توثیق اور شرح کا ہی جنازہ نکال دیا ہے۔

♦ معترض کم عقل ہے کہ اس روایت کو تحریف پر دلالت سمجھ لیا ہے!! یہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ عربی سے ناواقف ہے۔ (ابوھشام)!

اہل سنت کا جواب:معترض نے اس روایت سے جو استدلال پیش کر کے قرآن کریم میں معاذاللہ نقص ، تغییر ہوجانا اپنی طرف سے بیان نہیں کیا بلکہ **علامہ باقر مجلسی** نے اس روایت سے جو سمجھا وہی بیان کیا ۔

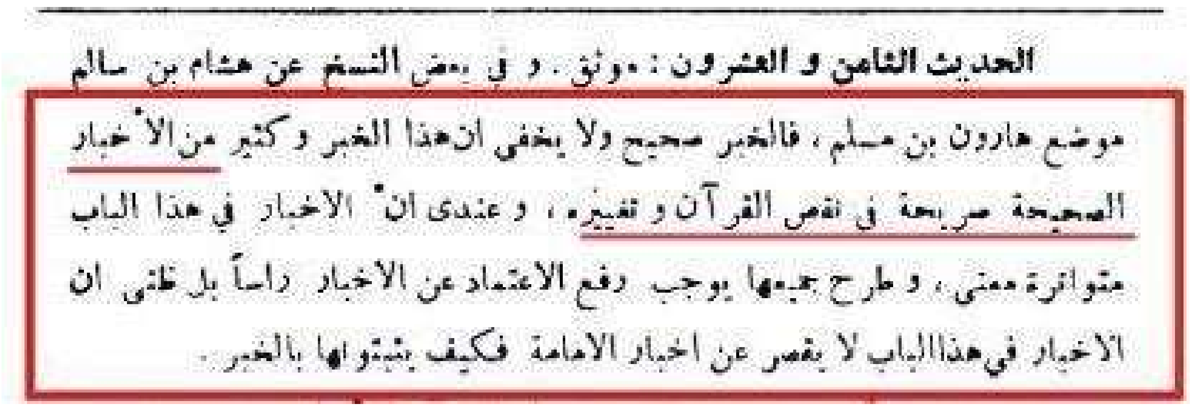

الحديث الثامن و العشرون : موثق . و في بعض النسخ عن هشام بن سالم موضع هارون بن مسلم ، فالخبر صحيح ولا يخفى ان هذا الخبر و كثير من الأخبار الصحيحة صريحة في نقص القرآن و تغييره ، و عندي ان الاخبار في هذا الباب متواترة معنى ، و طرح جميعها يوجب رفع الاعتماد عن الاخبار رأساً بل ظني ان الاخبار في هذاالباب لا يقصر عن اخبار الامامة فكيف يثبتوها بالخبر .

.معترض نے اس روایت سے قرآن کریم میں معاذاللہ تحریف، قرآن کریم کا کچھ حصہ ساقط ہونا ،اپنی طرف سے بیان نہیں کیا بلکہ **علامہ مازندرانی** نے اس روایت سے جو سمجھا وہی بیان کیا

Not Secure — shiaonlinelibrary.com

المكتبة الشيعية
Shia Online Library

الكتب | المجموعات | المؤلفون | الطبعات | الناشرون | مفاتيح البحث | البحث | بحث Google

شرح أصول الكافي - مولي محمد صالح المازندراني - ج ١١ - الصفحة ٨٨

وخمسمائة منها خمسة آلاف في التوحيد وبقيتها في الأحكام والقصص والمواعظ.
أقول: كان الزائد على ذلك مما في الحديث سقط بالتحريف وإسقاط بعض القرآن وتحريفه ثبت من طرقنا بالتواتر معنى كما يظهر لمن تأمل في كتب الأحاديث من أولها إلى آخرها تم كتاب فضل القرآن بمنه وجوده ويتلوه كتاب العشرة من كتاب الكافي تصنيف محمد بن يعقوب رحمه الله تعالى.

(٨٨)

مفاتيح البحث: القرآن الكريم (2)

الذهاب إلى صفحة: «« « ... 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 ... » »»

الفهرست

نتیجہ :علامہ باقر مجلسی اور علامہ مازندرانی دونوں کم عقل اور عربی سے ناواقف تھے، اصول کافی کی اس روایت کو سمجھ ہی نہ سکے اور قرآن کریم میں نقص اور تغییر سمجھ لیا! علامہ مازندرانی نے تو اس روایت سے تحریف اور کچھ حصہ ساقط ہوجانا بھی بیان کردیا!

◆ متن کی تاویل: اس روایت میں ایسی کوئی چیز نہیں جو تحریف پر دلالت کرتی ہو! (ابوھشام)

اہل سنت کا جواب :علامہ باقر مجلسی اور علامہ مازندرانی کو اس حقیقت کا ادراک نہ ہوسکا!! بلکہ زمانہ قدیم سے زمانہ جدید تک کسی ایک شیعہ جیّد عالم نے اس روایت کی ایسی شرح بیان نہیں کی، یہ تاریخی اعزاز صرف عالم فاضل ابوھشام کو حاصل ہوا ہے!

◆ اس روایت میں لفظ "آیت" سے مختلف معنی مراد ہیں !

علامت ظاہری، معجزہ،عبرت،نمونہ۔پس کلام امام صادق کا مفہوم واضح ہوگیا کہ قرآن مجید میں 17000 نشانیاں، معجزات یا عبرت وغیرہ موجود ہیں۔ معترض کو اس میں کون سی چیز تحریف پر دلالت کرنے والی نظر آئی (ابوھشام)

اہل سنت کا جواب :معترض کو چار جیّد شیعہ علماء کی تشریح تحریف قرآن کی تائید میں نظر آئی ہے۔

ان چارعلماء کی شرح کا جواب چاہئے۔

اہل سنت کی طرف سے جو استدلال پیش کیا گیا وہ روایت کے متن پر نہیں تھا بلکہ اس روایت کے ذیل میں علامہ باقر مجلسی اور علامہ مازندرانی کی وضاحت پر تھا۔
ابوھشام آخر تک اپنے علماء کی وضاحتوں پر کوئی جواب نہ دے سکے!! جبکہ وہی وضاحتیں تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہیں۔

♦ **ابوھشام: اہل سنت کے ہاں بھی تعداد آیات میں سخت اختلاف ہے۔ بسم اللہ کے متعلق بھی شدید اختلاف ہے۔**

اہل سنت کا جواب: اہل سنت کے کسی عالم نے اس قسم کے اختلافات کو تحریف قرآن پر محمول نہیں کیا!!

اہل سنت کے ہاں تعداد آیات کے اختلاف سے قرآن کریم کی آیات تو کیا بلکہ کسی ایک لفظ کی بھی کمی بیشی ممکن نہیں ہے!!

دوسری طرف اصول کافی کی اس روایت سے دو جیّد شیعہ علماء نقص، تغییر، تحریف، کچھ حصہ ساقط ہوجانا بیان کر کے تحریف کو تسلیم کر رہے ہیں۔

♦ **ابوھشام: نوادر میں وہ احادیث ہوتی ہیں جو غیر مشہور یا جن پر عمل نہیں ہوتا۔ اصول کافی کی یہ روایت بھی باب نوادر میں ہے، اس لئے قابل قبول نہیں ہے۔**

اہل سنت کا جواب: علامہ باقر مجلسی باب نوادر کی اس روایت کو صحیح اور اس جیسی روایات کو متواتر معنوی اور علامہ مازندرانی بھی اس روایت کو تسلیم کہہ کر نقص ، تغییر، تحریف اور کچھ حصہ ساقط ہونا کیوں بیان کر رہے ہیں؟ دونوں علماء کو باب نوادر میں روایت کا غیر اہم ہونا معلوم نہیں تھا۔

♦ **ابوھشام: احمد بن محمد نام کے کئی راوی مشترک ہیں اور معصر بھی ہیں لہاذا اس سند میں کونسا احمد بن محمد ہے یہ پتہ کرنا مشکل ہے!!**

اہل سنت کا جواب: اگر راوی کا جاننا واقعی اتنا مشکل ہے تو علامہ باقر مجلسی، علامہ مازندرانی علامہ مظفر شیخ اور علامہ آیت اللہ خوئی پر فتوی لائیں کہ

انہوں نے سند کی توثیق غلط کردی ہے۔ بغیر علم کے ، بغیر تحقیق کے ، بغیر شواہد اور قرینوں کے ان چاروں نے اصول کافی کی شرح لکھ کر امت میں خواہ مخواہ فتنہ و فساد ڈال دیا ہے!

◆ **ابوھشام: احمد بن محمد السیاری نے یہ روایت اپنی کتاب میں عین اسی سند و متن سے نقل کی ہے، اس لئے راوی برقی نہیں بلکہ السیاری ہی ہے۔**

اہل سنت کا جواب: بالفرض آپ کی بات درست سمجھی جائے تو السیاری اسماء الرجال کے مطابق ضعیف ہے، فاسد المذہب ہے۔
مطلب چار جیّد شیعہ علماء ایک ایسی روایت کی توثیق کر رہے ہیں جس میں ایک راوی سخت ضعیف ہے!! پھر ان چاروں کی تمام توثیقات، تحقیقی کتب وغیرہ مشکوک ہوجاتی ہے!! ان چاروں کو سند پرکھنا نہیں آتا!! انہیں راویوں کی خبر ہی نہیں کہ کون ضعیف ہے اور کون ثقہ!!!
اہم بات: اس بات کی تائید میں شیعہ جیّد علماء کا فتوی لایا جائے تاکہ یہ مؤقف تسلیم کیا جائے۔

ابوھشام: علامہ مجلسی نے اس روایت کو موثق کہا ہے، موثق وہ روایت ہوتی ہے جس کی سند میں راوی غیر امامی ہو!

اہل سنت کا جواب: یہ صریح جھوٹ ہے۔ علامہ باقر مجلسی نے اس روایت کو موثق کے ساتھ ساتھ صحیح بھی کہا ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

مرآة العقول

في شرح أخبار آل الرسول

تأليف

العلامة شيخ الإسلام المولى محمد باقر المجلسي

شرح كتاب الكافي لثقة الإسلام الكليني المتوفى سنة ٣٢٩

الجزء الثاني عشر

قراءة أُبي .

٢٨ ـ علي بن الحكم ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ

الحديث الثامن و العشرون : موثق . و في بعض النسخ عن هشام بن سالم موضع هارون بن مسلم ، فالخبر صحيح ولا يخفى ان هذا الخبر و كثير من الأخبار الصحيحة صريحة في نقص القرآن و تغييره ، و عندي ان الاخبار في هذا الباب متواترة معنى ، و طرح جميعها يوجب رفع الاعتماد عن الاخبار راساً بل ظني ان الاخبار في هذا الباب لا يقصر عن اخبار الامامة فكيف يثبتونها بالخبر .

فان قيل : انه يوجب رفع الاعتماد على القرآن لانه إذا ثبت تحريفه ففي كل آية يحتمل ذلك و تجويزهم عليهم السلام على قراءة هذا القرآن و العمل به متواتر معلوم اذ لم ينقل من أحد من الاصحاب ان أحداً من ائمتنا اعطاه قرآنا أو علّمه قراءة ، و هذا ظاهر لمن تتبع الاخبار ، و لعمري كيف يجترؤن على التكلفات الركيكة في تلك الأخبار مثل ما قيل في هذا الخبر ان الآيات الزائدة عبارة عن الاخبار القدسية أو كانت التجزية بالآيات اكثر و في خبر لم يكن ان الاسماء كانت مكتوبة على الهامش على سبيل التفسير والله تعالى يعلم و قال السيد حيدر الاملي في تفسيره اكثر القراء ذهبوا إلى ان سور القرآن بأسرها مائة و أربعة عشر سورة و إلى ان آياته ستة الاف و ستمائة و ست و ستون اية و الى ان كلماته سبعة و سبعون الفا و اربعمائة و سبع و ثلاثون كلمة ، و الى ان حروفه ثلاثمائة الاف و اثنان و عشرون الفا و ستمائة و سبعون حرفا و الى ان فتحاته ثلاثة و تسعون الفا و مائتان و ثلاثة و اربعون فتحة ، و الى ان ضمّاته اربعون الفا و ثمان مائة و أربع ضمّات و الى ان كسراته تسع و ثلاثون الفاً و خمسمائة و ستة و ثمانون كسرة ، و الى ان تشديداته تسعة عشر الفا و مائتان و ثلاثة و خمسون تشديدة ، و الى ان مدّاته الف و سبعمائة و أحد و سبعون مدّة و الى ان همزاته ثلاث الاف و مائتان و ثلاث و سبعون همزة

♦ **ابوھشام: تصحیح اور تضعیف کے متعلق جو شدید اختلاف سنیوں کے ہاں ہے اس کی نظیر نہیں۔ علمائے اہل سنت ایک دوسرے کی صحیح کردہ روایات کا رد بیان کرتے آ رہے ہیں۔**

اہل سنت کا جواب: بالکل یہی مطالبہ اہل سنت کی طرف سے کیا گیا ہے کہ اصول کافی کی اس روایت پر اہل تشیع علماء میں بھی اگر واقعی کوئی اختلاف ہے تو ثابت کیا جائے۔

تحقیق کے مطابق اس روایت پر شیعہ جیّد علماء نے کوئی جرح نہیں کی، بلکہ توثیق کرتے آ رہے ہیں۔ تحریف قرآن کو معاذاللہ تسلیم کرتے آ رہے ہیں۔

ابوھشام کی اپنی علمی حیثیت اتنی نہیں کہ ان کی ذاتی رائے زمانہ قدیم کے جیّد شیعہ علماء کی تحقیق کو رد کر سکے!

تصحیح و تضعیف پر اختلافات بیان کر ابوھشام کسی بھی صحیح السند روایت کا راوی بدل کر اسے اپنی ذاتی رائے سے ضعیف قرار نہیں دے سکتے۔

کیا تعداد آیات کے اختلات سے قرآن کریم میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی یا رد و بدل ہونا ظاہر ہوتا ہے؟

جبکہ سترہ ہزار آیات کے نزول سے قرآن کریم کے دو حصے ضایع ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ جسے خود شیعہ جید علماء تسلیم بھی کر چکے ہیں!

ابوھشام کے اعترافات

1: تعداد آیات سے تحریف ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ سورتوں میں کمی نہیں ہوتی اور نہ حروف میں کمی ظاہر ہوتی ہے۔

2: اہل سنت بسم اللہ کی حیثیت پر اختلاف کو قرآن کریم میں تحریف نہیں سمجھتے!!

3:پہلے ایک وائس میں یہ دعوی کیا کہ احمد بن محمد اصل میں السیاری ہے اور اس کی تائید شیعہ علماء سے ثابت کی جائے گی!! آخر میں اعتراف کیا کہ اس روایت کے اصل راوی کے بارے میں کوئی قرینہ موجود نہیں ہے!!

4:پہلے مؤقف اختیار کیا کہ سند معلق ہے، یعنی چار جید شیعہ عالم اتنے جاہل تھے کہ ایک معلق سند کی توثیق کردی!!! پھر اعتراف کیا کہ معلق سند اس لئے نہیں ہے کہ اس سے پہلی روایت کی سند ہی اس روایت کی سند ہے!

بسم اللہ کی حیثیت کے اختلاف سے قرآن کریم میں کوئی تبدیلی، کمی، بیشی یا رد و بدل لازم نہیں آتی!! کوئی بھی اہل سنت عالم قرآن کریم کے کسی ایک لفظ کا انکار نہیں کرتا!!

اہل سنت کا اجماع ہے کہ قرآن کریم تحریف سے پاک کتاب ہے۔ تعداد آیات اور بسم اللہ کی حیثیت تحریف قرآن ہرگز نہیں ہے!

ابوھشام سند کی توثیق کو رد کرنے میں ناکام رہے ، ذاتی رائے سے چار جید شیعہ علماء کی توثیق کا انکار کر کے فریق مخالف کو پکا ابوجہل، جاہل اور علم سے

کورا کہتے رہے!! لیکن در حقیقت یہ سب اپنے علماء کو کہتے رہے کیونکہ توثیق اور شرح شیعہ علماء کی پیش کی گئی تھی!!

جس روایت کی توثیق چار شیعہ علماء سے پیش کی گئی اسے تسلیم نہیں کیا گیا ، بلکہ فریق مخالف کو کہا گیا کہ وہ ثابت کرے کہ اس روایت میں السیاری راوی نہیں ہے!! جبکہ یہ شوشہ ابوھشام کا اپنا چھوڑا ہوا تھا!!

ابو ھشام کی ذاتی رائے کا رد بھی اہل سنت کو کرنا ہوگا!!! مطلب ابوھشام اپنی بات کو حرف آخرسمجھتے ہیں، اور اپنے علماء کی توثیق کو بھی خاطر میں نہیں لاتے!!

اہم سوال جس کا جواب ابو ھشام نہیں دے سکا!!

اگر اس روایت میں السیاری راوی ہوتا تو چار جید شیعہ علماء اس روایت کی توثیق کیوں کرتے۔؟؟

حضرت ابن عباس کا قول دکھا کر براہ راست اہل سنت پر تحریف قرآن کا استدلال پیش کیا گیا!! جبکہ اہل سنت نے اصول کافی سے امام کا قول پیش کرکے اہل تشیع پر تحریف قرآن کا الزام نہیں لگا یا تھا بلکہ چار شیعہ علماء سے توثیق اور تحریف قرآن کی تائید بھی پیش کی گئی تھی!

اہل سنت کے ہاں اختلاف قرآت پر کئی صحیح السند روایات موجود ہیں۔ قرآن کریم سات لہجوں میں نازل ہوا تھا، یعنی کچھ آیات میں ہم معنی مختلف الفاظ نازل ہوئے تھے ، ایسے الفاظ جن سے مفہوم پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حضرت ابن

عباس کا قول بھی اسی پسمنظر میں ہے!! علماء اہل سنت اس قول کو تحریف قرآن پر محمول نہیں کرتے!!

دوران گفتگع ابوھشام پہلے حضرت ابن عباس کے قول کی توثیق دکھاتے رہے !!

جبکہ ان سے مطالبہ یہ کیا گیا تھا کہ اس روایت سے علمائے اہل سنت نے تحریف قرآن کا مفہوم اگر لیا ہے تو اسے ثابت کیا جائے!!

حضرت ابن عباس اس معاملے میں فرد واحد تھے! ان کا مؤقف تحریق قرآن کے متعلق نہیں تھا اور نہ کسی اہل سنت عالم نے اس مؤقف کو تحریف پر محمول کیا!! ابو ھشام کو تحریف ثابت کرنی تھی!!

اہل سنت کے نزدیک قرآت کا اختلاف تحریف قرآن ہرگز نہیں ہے!! حضرت ابن عباس "تستانسو" کو "تستاذنو" سمجھتے تھے تو اس معاملے میں وہ تنہا تھے۔ اکثریت رائے تستانسو پر متفق تھی، ایک سے غلطی ممکن ہے اکثریت کا غلط ہونا محال ہے

اگر آج کوئی یہ کہے کہ فلاں آیت اس طرح نازل ہوئی تھی اور کاتب سے لکھنے میں غلطی ہوئی ہے تو کیا فتوی لگے گا؟ (ابو ھشام)

اہل سنت کا جواب: آج کوئی کسی آیت پر کیسے کہہ سکتا ہے کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی؟؟ دور نبوی کی بات الگ ہے، صحیح احادیث کے مطابق اس وقت مختلف قرآت رائج تھیں جن کے مطابق آیات میں ایک ہی معنی کے مختلف الفاظ ہوتے تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے امت مسلمہ کو قریشی لہجہ پر جمع

کردیا اور قرآن کریم اسی لہجہ میں محفوظ کیا گیا۔!! اس سے تحریف کیسے ثابت ہوگئی؟؟

آج کوئی قرآن کریم میں ذرا برابر شک کرے گا تو اسے کافر سمجھا جائے گا کیونکہ موجودہ قرآن کریم قریشی لہجہ میں متواتر ہر زمانے میں ہمارے پاس موجود رہا ہے!!

جب سات قرآت تھیں تو اس وقت الفاظ کا فرق تحریف نہیں تھا۔ اب جبکہ امت کا اجماع ہوچکا تو اب اس قرآت سے باہر کسی کی رائے غیر اہم ہے۔ صحابہ کرام کے ذریعہ اللہ عزوجل نے اس قسم کی تمام سازشوں کا راستہ ختم کردیا ہے!

امام فخر الدین رازی نے بھی حضرت ابن عباس کے قول کو تحریف تسلیم نہیں کیا بلکہ اس کی تاویل کرتے ہوئے کہا کہ اس سے معاذاللہ قرآن کریم میں طعن کا سبب بنتا ہے۔ غور فرمائیں!! علامہ مجلسی اور علامہ مازندرانی کی طرح یہ نہیں کہا کہ اس قول سے قرآن کریم میں نقص ہوگیا، تغییر ہوگیا یا قرآن کریم کا کچھ حصہ ساقط ہوگیا!! معاذاللہ ثم معاذاللہ

♦ آخری قسط میں ابوهشام کی خیانتیں!

1- امام فخر الدین رازی نے قرآن کریم میں طعن کی نفی بیان فرمائی اور ابوهشام انہی الفاظ سے یہ ثابت کرتے رہے کہ امام فخر الدین رازی حضرت ابن عباس کے اس قول سے معاذاللہ قرآن کریم میں طعن و تحریف ہوجانے کی تائید بیان کر رہے ہیں!!

شرح مشكل الآثار

تأليف الإمام المحدث الفقيه المفسر
أبي جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوي
(٢٣٩هـ - ٣٢١هـ)

حققه وضبط نصه، وخرج أحاديثه، وعلق عليه
شعيب الأرنؤوط

الجزء الرابع

مؤسسة الرسالة

وما قد حدثنا سليمانُ بن شعيب، قال: حدثنا عبدُالرحمٰن بنُ زياد، قال: حدثنا شعبة.. ثم ذكر بإسناده نحوَه[1].

وما قد حدثنا أحمدُ بنُ داود، قال: حدثنا سهل بن بكّار، قال:

= يقول: عن سعيد بن جبير - ﴿حتى تستأنسوا﴾ خطأ أو وهم من الكاتب، إنما هو (حتى تستأذنوا)، وهٰذا غير صحيح عن ابن عباس وغيره، فإن مصاحفَ الإسلام كلها قد ثبت فيها: ﴿حتى تستأنسوا﴾، وصح الإجماعُ فيها من لدُن مدة عثمان، فهي التي لا يجوز خلافُها، وإطلاق الخطأ والوهم على الكاتب في لفظ أجمع الصحابة عليه قولٌ لا يَصِحُّ عن ابن عباس، وقد قال عزَّ وجل: ﴿لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيلٌ من حَكيمٍ حميد﴾، وقال تعالى: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وإِنَّا لَهُ لَحافِظُونَ﴾.، وقد روي عن ابن عباس أنَّ في الكلام تقديماً وتأخيراً؛ والمعنى: حتى تسلموا على أهلها، وتستأنسوا؛ حكاه أبو حاتم.

قال ابن عطيّة: ومما ينفي هٰذا القول عن ابن عباس وغيره أن (تستأنسوا) متمكنة في المعنى، بينةُ الوجه في كلام العرب، وقد قال عمر للنبي ﷺ: أستأنس يا رسول الله؟ وعمر واقف على باب الغرفة، الحديث المشهور. وذٰلك يقتضي أنه طلب الأنس به ﷺ، فكيف يخطّىء ابن عباس أصحابَ الرسول في مثل هٰذا.

ويقول الفخر الرازي في «مفاتيح الغيب» ١٩٩/٣: واعلم أن هٰذا القول من ابن عباس فيه نظر، لأنه يقتضي الطعن في القرآن الذي نقل بالتواتر، ويقتضي صحة القرآن الذي لم ينقل بالتواتر، وفتح هٰذين البابين يطرِّق الشك إلى كل القرآن وأنه باطل.

وأبو حيان في «البحر المحيط» ٦/٤٤٥ يبرئ ابن عباس من هٰذا القول.

(١) عبدالرحمٰن بن زياد: هو الرصاصي، وقيل: الرصافي، وثقه ابن حبان وقال: ربّما أخطأ، ووثقه أيضاً ابن يونس، وقال أبو حاتم: صدوق، وقال أبو زرعة: لا بأس به، ومن فوقه ثقات. وانظر ما بعده.

2- علامہ اندلسی نے بھی قول ابن عباس کی وہی تاویل کی ہے جو امام فخر الدین رازی نے بیان کی ہے!! یعنی حضرت ابن عباس کی تائید نہیں کی اور نہ اس قول کو تحریف پر محمول کیا ہے۔!! ابو هشام نے وائس میں یہ تسلیم بھی کیا!

تفسير

البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي

المتوفى سنة ٧٤٥هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الدكتور زكريا عبد المجيد النوقي — أستاذ اللغة العربية بجامعة الأزهر

الدكتور أحمد النجولي الجمل — أستاذ التفسير وعلوم القرآن بجامعة الأزهر

قرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي

أستاذ التفسير وعلوم القرآن كلية أصول الدين - جامعة الأزهر

الجزء السادس

المحتوى

أول الإسراء - آخر الفرقان

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

يُضِيءُ سَنَاهُ أو مَصَابِيحُ راهِبِ

يقال سنا يسنو سنواً والسنا أيضاً نبت يتداوى به ، والسناء بالمد : الرفعة والعلو قال : وَسَنٌ كَسُنَّقٍ سَنَاءً وَسُنَّمَا[1] أذعن للشيء : إنقاد له ، وقال الزجاج : الإذعان الإسراع مع الطاعة ، الحيف : الميل في الحكم . يقال : حاف في قضيته أي : جاز ، اللواذ الروغان من شيء إلى شيء في خفية ﴿ يا أيها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوتاً غير بيوتكم حتى تستأنسوا وتسلموا على أهلها ذلكم خير لكم لعلكم تذكرون فإن لم تجدوا فيها أحداً فلا تدخلوها حتى يؤذن لكم وإن قيل لكم ارجعوا فارجعوا هو أزكى لكم والله بما تعملون عليم ليس عليكم جناح أن تدخلوا بيوتاً غير مسكونة فيها متاع لكم والله يعلم ما تبدون وما تكتمون قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك أزكى لهم إن الله خبير بما يصنعون وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهنّ ويحفظن فروجهنّ ولا يبدين زينتهنّ إلا ما ظهر منها وليضربن بخمرهنّ على جيوبهنّ ولا يبدين زينتهنّ إلا لبعولتهنّ أو آبائهنّ أو آباء بعولتهنّ أو أبنائهنّ أو أبناء بعولتهنّ أو إخوانهنّ أو بني إخوانهنّ أو بني أخواتهنّ أو نسائهنّ أو ما ملكت أيمانهنّ أو التابعين غير أولي الإربة من الرجال أو الطفل الذين لم يظهروا على عورات النساء ولا يضربن بأرجلهنّ ليعلم ما يخفين من زينتهنّ وتوبوا إلى الله جميعاً أيه المؤمنون لعلكم تفلحون ﴾ جاءت امرأة من الأنصار إلى رسول الله ﷺ فقالت : يا رسول الله إني أكون في بيتي على حال لا أحب أن يراني عليها أحد ، فلا يزال يدخل عليَّ رجل من أهلي فنزلت (يا أيها الذين آمنوا لا تدخلوا) الآية ، فقال أبو بكر بعد نزولها : يا رسول الله أرأيت الخانات والمساكن التي ليس فيها ساكن ؟ فنزل ليس عليكم جناح الآية ، ومناسبة هذه الآية لما قبلها هو أن أهل الإفك إنما وجدوا السبيل إلى بهتانهم ، من حيث اتفقت الخلوة فصارت كأنها طريق للتهمة ، فأوجب الله تعالى أن لا يدخل المرء بيت غيره إلا بعد الاستئذان والسلام ، لأن في الدخول لا على هذا الوجه وقوع التهمة ، وفي ذلك من المضرة ما لا خفاء به ، والظاهر أنه يجوز للإنسان أن يدخل بيت نفسه من غير استئذان ولا سلام لقوله (غير بيوتكم) ، ويروى : أن رجلاً قال للنبي ﷺ « أأستأذن على أمي ؟ » قال : « نعم » قال : « ليس لها خادم غيري أأستأذن عليها كلما دخلت»؟ قال: « أتحب أن تراها عريانة » قال الرجل : « لا » قال : وغيا النهي عن الدخول بالاستئناس والسلام على أهل تلك البيوت ، والظاهر أن الاستئناس هو خلاف الاستيحاش ، لأن الذي يطرق باب غيره لا يدري أيؤذن له أم لا ، فهو كالمستوحش من جفاء الحال إذا أذن له استأنس ، فالمعنى : حتى يؤذن لكم كقوله : ﴿ لا تدخلوا بيوت النبي إلا أن يؤذن لكم ﴾ [الأحزاب : ٥٣] ، وهذا من باب الكنايات والإرداف ، لأن هذا النوع من الاستئناس يردف الإذن فوضع موضع الإذن ، وقد روي عن ابن عباس أنه قال : تستأنسوا معناه تستأذنوا ، ومن روى عن ابن عباس أن قوله تستأنسوا خطأ ، أو وهم من الكاتب ، وأنه قرأ حتى تستأذنوا ، فهو طاعن في الإسلام ، ملحد في الدين ، وابن عباس بريء من هذا القول ، وتستأنسوا متمكنة في المعنى بينة الوجه في كلام العرب ، وقد قال عمر للنبي ﷺ : استأنس يا رسول الله ؟ وعمر واقف على باب الغرفة ، الحديث المشهور ، وذلك يقتضي أنه طلب الأنس به ﷺ ، وقيل : هو من الاستئناس الذي هو الاستعلام والاستكشاف ، استفعال من أنس الشيء إذا أبصره ظاهراً مكشوفاً ، والمعنى : حتى تستعلموا وتستكشفوا الحال هل يراد دخولكم أم لا ؟ ومنه استأنس هل ترى أحداً ؟ واستأنست فلم أر أحداً . أي : تعرفت واستعلمت ، ومنه بيت النابغة :

كَأَنَّ رَحْلِي وَقَدْ زَالَ النَّهَارُ بِنَا ... يَوْمَ الْجَلِيلِ عَلَى مُسْتَأْنِسٍ وَحِدِ[2]

---

(١) البيت من الطويل لامرىء القيس ديوانه (٧٦) المغني (١/ ١٢٦) الهمع (٢/ ٢٧) .

(٢) البيت من البسيط . انظر ديوانه (١٧) الخصائص (٢/ ٢٦٦) شرح المفصل لابن يعيش (٦/ ١٦) اللسان (انس) .

3- ابن عادل الدمشقی نے بھی حضرت ابن عباس کے قول کی نفی بیان کی ہے!! ابوھشام کو اس قول سے تحریف کی تائید ثابت کرنی تھی!!

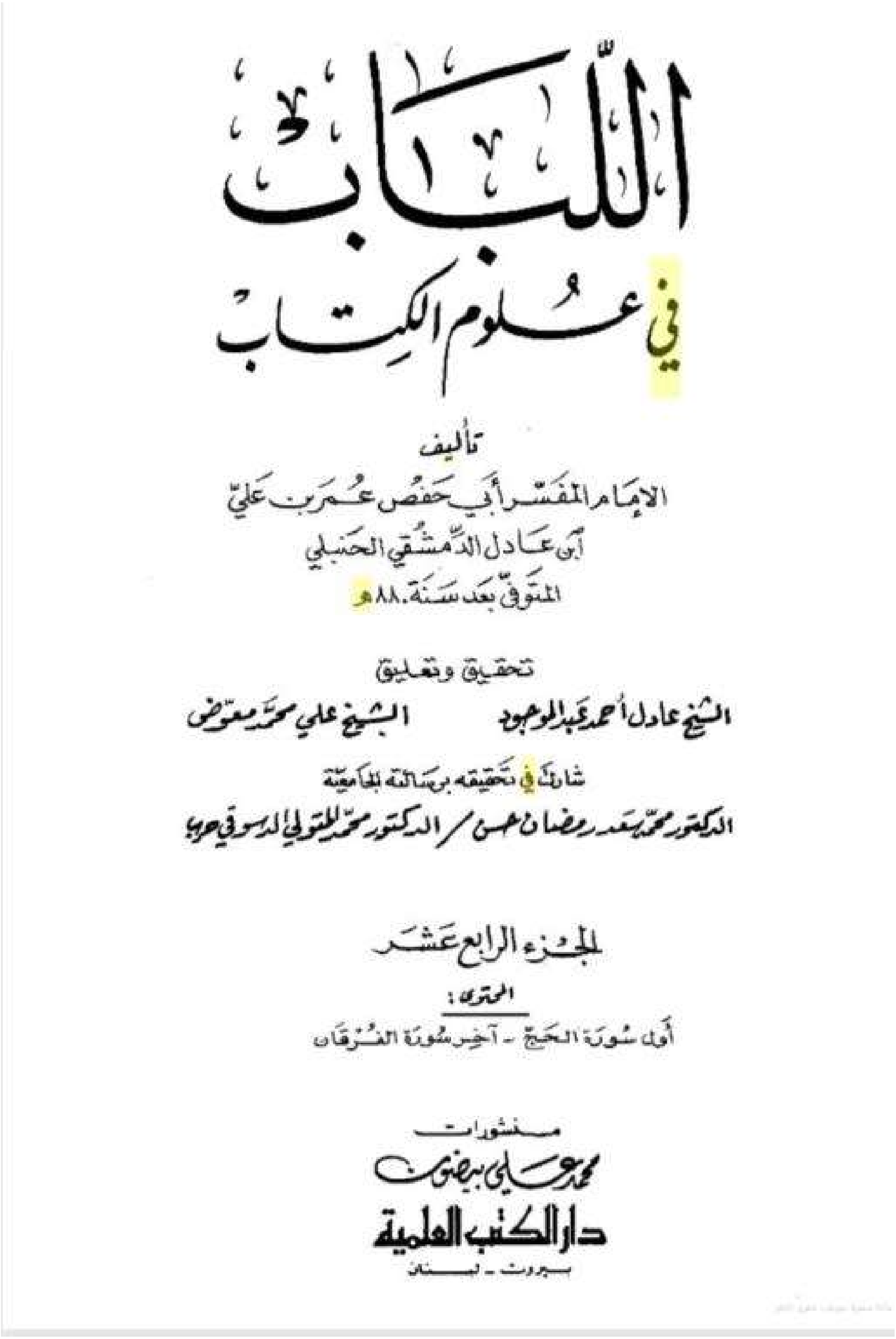
اللباب في علوم الكتاب

تأليف
الإمام المفسر أبي حفص عمر بن علي
ابن عادل الدمشقي الحنبلي
المتوفى بعد سنة ٨٨٠هـ

تحقيق وتعليق
الشيخ عادل أحمد عبد الموجود   الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه برسالته الجامعية
الدكتور محمد سعد رمضان حسن / الدكتور محمد المتولي الدسوقي حرب

الجزء الرابع عشر
المحتوى:
أول سورة الحج - آخر سورة الفرقان

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

(٢٨) لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَـٰعٌ لَّكُمْ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ
وَمَا تَكْتُمُونَ (٢٩)﴾

قوله تعالى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَدْخُلُوا بُيُوتاً غَيْرَ بُيُوتِكُمْ» الآية.

لما ذكر حكم الرمي والقذف ذكر ما يليق به، لأن أهل الإفك (إنما توصلوا)[٥] إلى بهتانهم لوجود الخلوة، فصارت كأنها طريق التهمة، فأوجب الله تعالى ألا يدخل المرء بيت غيره إلا بعد الاستئذان والسلام، لأن الدخول على غير هذا الوجه يوقع التهمة، وفي ذلك من المضرة ما لا خفاء به[٦].

قوله: «تَسْتَأْنِسُوا» يجوز أن يكون من الاستئناس، لأنّ الطارق يستوحش من أنه هل يؤذن له أو لا[٧]؟ فزال استيحاشه، وهو رديف الاستئذان فوضع موضعه.

وقيل: من الإيناس، وهو الإبصار، أي: حتى تستكشفوا الحال[٨].

وفسره ابنُ عباس: «حَتّى تَسْتَأْذِنُوا» وليست قراءة، وما ينقل عنه أنه قال: «تَسْتَأْنِسُوا» خطأ من الكاتب، إنما هو (تَسْتَأْذِنُوا) فشيء مفترى عليه[٩].

وضعفه بعضهم[١٠] بأن هذا يقتضي الطعن في القرآن الذي نقل بالتواتر، ويقتضي

---

(١) في ب: براء من.
(٢) انظر الفخر الرازي ٢٣/١٩٦.
(٣) انظر التبيان ٢/٩٦٨.
(٤) في ب: لهم.
(٥) ما بين القوسين مكرر في ب.
(٦) انظر الفخر الرازي ٢٣/١٩٧.
(٧) في ب: أم لا.
(٨) انظر الكشاف ٣/٦٩.
(٩) قال أبو حيان: (ومن روى عن ابن عباس أن قوله: «تستأنسوا» خطأ أو وهم من الكاتب، وأنه قرأ «حتّى تستأذنوا» فهو طاعن في الإسلام ملحد في الدين، وابن عباس بريء من هذا القول) البحر المحيط ٦/٤٤٥. وانظر المحتسب ٢/١٠٧، تفسير ابن عطية ١٠/٤٧٨ ـ ٤٨٠، الكشاف ١٠/٧٠، القرطبي ١٢/٢١٤.
(١٠) وهو ابن الخطيب في تفسيره. الفخر الرازي ٢٣/١٩٧.

صحة القرآن الذي لم ينقل بالتواتر، وفتح[١] هذين البابين[٢] يطرق الشك إلى كل القرآن وإنه[٣] باطل[٤].

وروي عن الحسن البصري أنه قال: «إن في الكلام تقديماً وتأخيراً، فالمعنى: حتى تسلموا على أهلها وتستأنسوا». وهذا أيضاً خلاف الظاهر[٥].

4- ابوھشام کی اوقات دیکھیں۔ اپنی ذاتی رائے سے حضرت ابن عباسؓ ، علمائے اہل سنت اور فریق مخالف پر کفر کا فتوی لگا رہا ہے!! تمام علمائے اہل سنت نے دفاع قرآن کیا لیکن موصوف کے مطابق سب معاذاللہ کافر ہوگئے!! دوسری طرف اس عالم فاضل کو صریح اسکین دکھا کر شیعہ علماء کرام کے تحریف پر الفاظ دکھائے گئے لیکن یہ صاحب آنکھیں ہوتے ہوئے بھی اندھے بنے رہے!!

◆ ابو ھشام کی صریح جہالت! علمائے اہل سنت پر کفر کا فتوی لگایا جائے!!

اہل سنت کا جواب: علمائے اہل سنت پر کفر کا فتوی تو اس وقت لگتا جب متن کو قبول کیا جاتا!!

تمام علمائے اہل سنت نے قرآن کریم کا دفاع کیا ہے۔ بیشک فرد واحد کے قول کی اجماع کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ موجودہ قرآن کریم پر امت کا اجماع ہے۔ اس لئے حضرت ابن عباس کا قول قابل حجت نہیں ہوسکتا!!

◆ ابوھشام کا ضد راوی بخاری کے ہیں!

اہل سنت کا جواب: راوی بخاری کے بھی ہوں تو اجماع کے خلاف ان کی روایات تسلیم نہیں کی جاتیں!! حضرت ابن عباس کا مؤقف قرآت کے اختلاف کی وجہ سے تھا۔ اہل سنت کے ہاں سات قرآت میں قرآن کریم کا نزول صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ یہ عین ممکن ہے کہ جس لفظ پر حضرت ابن عباس کاتب کی خطا کہہ رہے ہیں وہ لفظ کسی دوسری قرآت میں پڑھا جاتا ہو۔۔

ابوھشام کی دلیل اس وقت مضبوط بنتی جب وہ علمائے اہل سنت کی تائید بھی دکھاتے!! علمائے اہل سنت نے تو ابوھشام کے مؤقف کی نفی بیان کی ہے۔

لیکن ابوھشام کی جہالت دیکھیں!!

علمائے اہل سنت کا "نہ ماننا دکھا کر ظاہر یہ کرتا رہا کہ علماء اہل سنت معاذاللہ تحریف کو مان رہے ہیں!!

◆ شیعہ عالم نے اپنی شکست کو بھانپتے ہوئے دوبارہ فریق مخالف پر ذاتی حملے کرنے شروع کئے تاکہ کسی بھی طرح ان کی جان چھوٹ جائے!!

صورت اہم ہے یا سیرت..؟؟؟

صورت کے ساتھ سیرت بھی مسلمانوں جیسی ہونی چاہئے! اگر صورت مسلمانوں جیسی ہو لیکن سیرت شیطان جیسی ہو تو معافی نہیں مل سکتی!!

لیکن اگر صورت میں کمی بیشی ہو لیکن سیرت مسلمانوں جیسی ہو تو معافی ممکن ہے!

ابلیس بھی صورت کے لحاظ سے مسلمان تھا لیکن سیرت کی وجہ سے لعنت کا مستحق ہوا..!!

◆ موجودہ دور میں صرف ایک ابوھشام عالم فاضل اور عربی کے ماہر ہیں!!

غور فرمائیں! آخری قسط میں ابوھشام کا انداز بیان اور سخت لہجوں کے جوابات اور ہٹ دھرمی دکھانا اور یہ ظاہر کرنا کہ صحیح السند روایت چاہے اہل تشیع کی ہو یا اہل سنت کی !! اسے صرف ابوھشام عالم فاضل ہی سمجھ سکتے ہیں!! کسی اور عالم کو سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی!!

اصول کافی کی ایک روایت میں سترہ ہزار آیات کا نزول ہونا اہل تشیع کے جیّد علماء کرام سمجھ ہی نہ سکے!! غلط توثیق اور غلط تشریحات بیان کرتے آ رہے ہیں!!
اہل سنت کی تفسیر الطبری کی ایک روایت میں لفظ تستانسو اور تستاذنو کی تاویل علمائے اہل سنت غلط کرتے آرہے ہیں !! یہ روایت بھی ابوھشام کے سوا کوئی سمجھ نہیں سکتا!!

تمام علمائے اہل سنت نے حضرت ابن عباس کے قول کا رد کیا ہے اور اسے طعن کا سبب کہا ہے، اس قول کی تاویل کی ہے ... اور عالم فاضل ابوھشام بضد رہے کہ علماء اہل سنت نے تحریف قرآن کو تسلیم کیا ہے!!

اب ایسے عالم فاضل کو کون کیسے سمجھائے!!؟؟

جو بندہ ہٹ دھرمی دکھا کر اپنے جید علماء کی توثیق کا منکر ہوجائے وہ علمائے اہل سنت کی عبارات کیا خاک سمجھے گا..!

نتیجہ : ابوھشام کو اتنی عقل بھی نہیں کہ اہل سنت اور اہل تشیع علماء کرام کی عبارات کو سمجھ سکے!!
اپنے علماء کرام کے قول اور علمائے اہل سنت کے قول کو رد کرتے ہوئے موصوف اپنی رائے کو حرف آخر سمجھا!!
ایک طرف نقص، تغییر، ساقط بعض القرآن کو تحریف قرآن سمجھنے سے انکار کیا!!

دوسری طرف تستانسو اور تستاذنو کے اختلاف کی تاویل دیکھ کر، پڑھ کر، سمجھ کر اور تسلیم کرتے ہوئے بھی بضد رہے کہ اس سے تحریف قرآن تمام اہل سنت پر ثابت ہوگئی ہے!! معاذاللہ ثم معاذاللہ

یہ تو حال ہے ابوھشام کی علمیت کا!!
جس مسلک میں ابوھشام جیسے عالم فاضل ہوں، اسے کسی دشمن کی کیا ضرورت!!

علمائے اہل سنت نے تو قرآن کریم کا دفاع کیا ہے اور موصوف انھی عبارات سے تحریف قرآن کی تائید سمجھا رہے ہیں!!

اہل سنت علماء اور اہل تشیع علماء سب صحیح السند روایات کو سمجھنے سے قاصر ہیں!! ایک ابوھشام عالم فاضل اور ماہر عرب دان ہیں!!

◆ ابوھشام نے حضرت ابن عباس پر اعتراض تو پیش کردیا لیکن علمائے اہل سنت سے تحریف کی تائید ثابت کرنے میں ناکام ہوگئے!

ایک حقیقت

علمائے اہل سنت نے قرآن کریم میں طعن ہوجانے کی وجہ سے قول ابن عباس کو قبول نہیں کیا اور دفاع قرآن کا حق ادا کیا ہے۔

حضرت ابن عباس اس قول میں منفرد ہیں اور یہ قول اجماع کے خلاف ہے اس لئے قابل قبول نہیں ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کا قول بیشک ثابت شدہ ہے لیکن لفظ تستانسو اور لفظ تستاذنو کی معنی یکساں ہیں، اور یہ اختلاف دراصل قرآت کا اختلاف ہے۔

علمائے اہل سنت نے اس قول سے معاذاللہ تحریف قرآن کو بیان ہی نہیں کیا۔۔!!

یہ تھے ابو ھشام کے محکم دلائل ہیں!!

صرف سند صحیح دکھا کر یہ ثابت کرتا رہا کہ اہل سنت بھی تحریف کے قائل ہیں، حالانکہ علمائے اہل سنت نے اس قول کو غریب کہہ کر ، طعن کا سبب کہہ کر قرآن کریم کا دفاع کرتے آ رہے ہیں!

تفسیر ابن کثیر

بلغوا عني ولو آية

Home | اگلا صفحہ | فہرست | پچھلا صفحہ | Learn Arabic

سورة النور - 24

آية

Search

یہ تو معلوم نہیں ہو سکتا کون ہے؟ جب تک نام یا مشہور کنیت نہ بتائی جائے "میں" تو ہر شخص اپنے لئے کہہ سکتا پس اجازت طلبی کا اصلی مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔

استئذن استئناس ایک ہی بات ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ﴿تَسْتَأْنِسُوا﴾ کاتبوں کی غلطی ہے۔ ﴿تَسْتَأْذِنُوا﴾ لکھنا چاہیے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہی قراءت تھی اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی بھی۔ لیکن یہ بہت غریب ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اپنے مصحف میں ﴿حَتّٰى تُسَلِّمُوا عَلٰٓى اَهْلِهَا وَتَسْتَأْذِنُوا﴾ ہے۔ صفوان بن امیہ جب مسلمان ہو گئے تو ایک مرتبہ کلدہ بن حنبل کو آپ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ آپ اس وقت وادی کے اونچے حصے میں تھے یہ سلام کئے بغیر اور اجازت لئے بغیر ہی آپ کے پاس پہنچ گئے آپ نے فرمایا لوٹ جاؤ اور کہو السلام علیکم کیا میں آؤں؟ ① اور حدیث میں ہے قبیلہ بنو عامر کا ایک شخص آپ کے گھر آیا اور کہنے لگا میں اندر آ جاؤں؟ آپ نے اپنے غلام سے فرمایا جاؤ اور اسے اجازت مانگنے کا طریقہ سکھاؤ کہ پہلے تو سلام کرے پھر دریافت کرے۔ اس شخص نے یہ سن لیا اور اسی طرح سلام کر کے اجازت چاہی آپ نے اجازت دے دی اور وہ اندر آ گئے۔ ② ایک اور حدیث میں ہے آپ نے اپنی خادمہ سے فرمایا تھا ③ اور حدیث میں ہے کلام سے پہلے سلام ہونا چاہئے۔ ④ یہ حدیث ضعیف ہے ترمذی میں موجود ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ قضا حاجت سے فارغ ہو کر آ رہے تھے لیکن دھوپ کی تاب نہ لا سکے تو ایک قریشی کی جھونپڑی کے پاس پہنچ کر فرمایا السلام علیکم کیا میں اندر آ جاؤں؟ اس نے کہا سلامتی سے آ جاؤ آپ نے پھر بھی کہا اس نے پھر بھی جواب دیا۔ آپ کے پاؤں جل رہے تھے کبھی اس قدم پر سہارا لیتے کبھی اس قدم پر فرمایا یوں کہو کہ آ جاؤ اب آپ اندر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چار عورتیں گئیں۔ اجازت چاہی کہ کیا ہم آ جائیں؟ آپ نے فرمایا نہیں! تم میں جو اجازت کا طریقہ جانتی ہو اسے کہو کہ وہ اجازت لے۔ تو ایک عورت نے پہلے سلام کیا پھر اجازت مانگی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔ پھر یہی آیت پڑھ کر سنائی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اپنی ماں اور بہنوں کے پاس بھی جانا ہو تو ضرور اجازت لے لیا کرو۔ انصار کی ایک عورت نے رسول کریم ﷺ سے کہا کہ میں بعض وقت گھر میں اس حالت میں ہوتی ہوں کہ اگر میرے باپ بھی آ جائیں یا میرا اپنا لڑکا بھی اس وقت آ جائے تو مجھے برا معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ حالت ایسی حالت نہیں ہوتی کہ اس وقت کسی کی بھی نگاہ مجھ پر پڑے تو میں ناخوش نہ ہوؤں۔ اور گھر والوں میں

① [صحیح: ابو داود: کتاب الادب: باب کیف الاستئذان (۵۱۷۶) ترمذی: کتاب الاستئذان: باب ما جاء فی التسلیم قبل الاستئذان (۲۷۱۰) مسند احمد (۳/۴۱۴) صحیح ابو داود للألبانی]

② [صحیح: ابو داود: کتاب الادب: باب کیف الاستئذان (۵۱۷۷)] شیخ البانی اسے صحیح کہتے ہیں۔ [صحیح ابو داود، السلسلة الصحیحة (۸۱۸)]

③ [مرسل: تفسیر ابن جریر الطبری (۲۵۹۱۷)]

④ [حسن: ترمذی: کتاب الاستئذان: باب ما جاء فی السلام قبل الکلام (۲۶۹۹)] شیخ البانی اسے حسن کہتے ہیں۔ [صحیح ترمذی، السلسلة الصحیحة (۸۱۶)] حافظ زبیر علی زئی اس کی سند کو ضعیف کہتے ہیں۔

FIQHULHADITH PUBLICATIONS PH: 0300-4206199

اگر سند صحیح ہو لیکن متن اجماع کے خلاف ہو، اس متن کے خلاف قرآن و صحیح احادیث یا دوسرے مضبوط قرینے موجود ہوں تو متن قبول نہیں کیا جاتا ، حضرت ابن عباس کا قول فرد واحد کا قول بالمقابل اجماع ہے ، اس لئے اس کی تاویل کی جائے گی، دفاع قرآن کیا جائے گا۔

جبکہ دوسری طرف قول امام صادق سے سترہ ہزار آیات کے نزول کو شیعہ جید علماء نے قبول بھی کیا ہے اور اس سے قرآن کریم میں معاذاللہ نقص، تغییر اوراسقاط بعض القرآن کو بھی بیان کیا ہے!!

♦ بیشک اہل تشیع تحریف قرآن کے قائل ہیں۔

دلیل: اصول کافی کی صحیح السند روایت

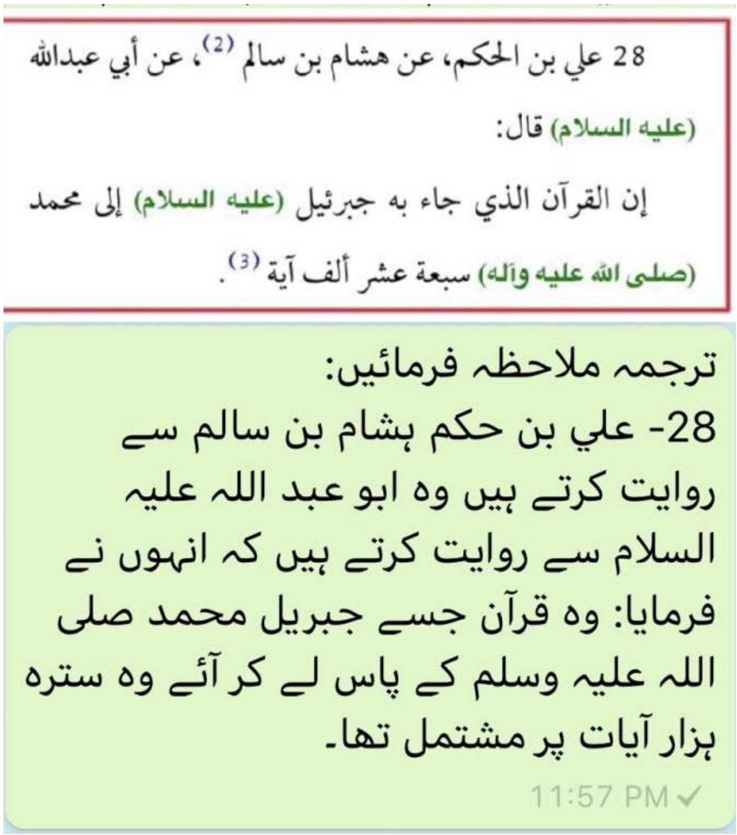

28 علي بن الحكم، عن هشام بن سالم [2]، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال:

إن القرآن الذي جاء به جبرئيل (عليه السلام) إلى محمد (صلى الله عليه وآله) سبعة عشر ألف آية [3].

ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:
28- علي بن حکم ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں وہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: وہ قرآن جسے جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیات پر مشتمل تھا۔
11:57 PM ✓

متن: قرآن کریم میں سترہ ہزار آیات۔

چار جید شیعہ علماء کرام کی توثیق بمعہ تحریف القرآن کا اثبات!!

اصول کافی کی یہ روایت
شیعہ علماء کا اقرار اور توثیق:
1️⃣ علامہ باقر مجلسی (مرأة العقول جلد 12)
شیعہ عالم کی وضاحت: قرآن کریم میں نقص و تغیر کا اقرار۔۔ اس قسم کی روایات شیعہ کتب میں متواتر معنوی (یعنی الفاظ مختلف لیکن مفہوم ایک) کی حیثیت رکھتی ہیں، اگر ان روایات کا انکار کیا گیا تو امامت کی روایات سے بھی ہاتھ اٹھانا پڑے گا۔

2️⃣ الشیخ عبدالحسین المظفر (الشافی فی شرح اصول کافی- جلد 9 صفحہ 58)
شیعہ عالم کی وضاحت: صحیح کی طرح موثق روایت ہے۔

3️⃣ علامہ محمد صالح المازندرانی (شرح اصول کافی جلد 11 صفحہ 88)
شیعہ عالم کی وضاحت: یہ جو زائد قرآن روایت میں بیان ہوا ہے یہ قرآن میں تحریف کی وجہ سے ساقط ہوا ہے اور بعض قرآن کا ساقط ہونا اور قرآن میں تحریف کا ہونا تواتر سے ثابت ہے۔

4️⃣ علامہ آیت اللہ خوئی از قول استادش نائینی (معجم رجال الحدیث، السید خوئی- جلد 1 صفحہ 81)
شیعہ عالم کی وضاحت: الکافی میں مندرجہ احادیث کی سند میں نزاع کرنا بے بس اور عاجز لوگوں کا پیشہ اور ہتھکنڈا ہے-

12:41 PM ✓

جبتک اس تحریر کا علمی رد نہ کیا جائے گا۔ مزید کوئی بات نہ ہوگی۔
قیامت تک سب کو چیلینج ہے۔

12:41 PM ✓

ابو ہشام کی دلیل اور اسکین میں خیانت:

حضرت ابن عباس کا قول لفظ تستانو کی جگہ لفظ تستاذنو

ابوھشام کی طرف سے یہ اسکین پیش کیا گیا تھا۔

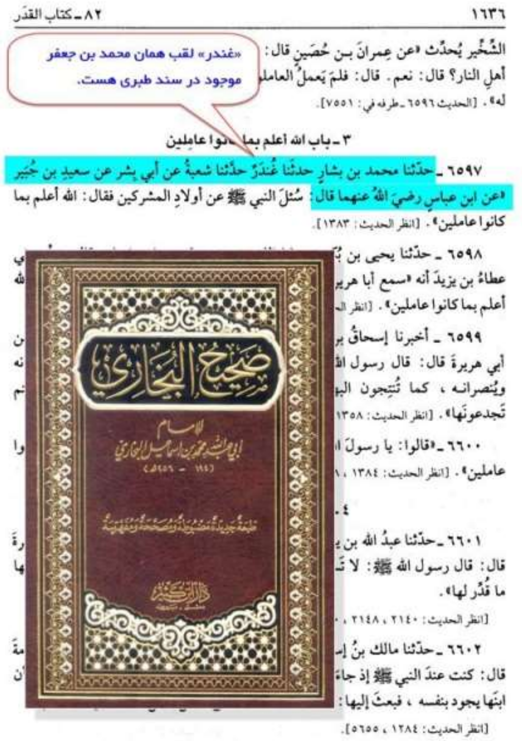

غور سے دیکھیں۔۔ اس اسکین کے حاشیہ کو کمال فنکاری سے چھپاتے ہوئے تفسیر طبری کے سرورق کو لگادیا گیا ہے تاکہ حاشیہ میں بیان کیا گیا مؤقف سامنے نہ آسکے!!

حاشیہ میں کیا بیان کیا گیا ہے؟؟؟ ملاحظہ فرمائیں۔

حدَّثنا ابنُ بشارٍ ، قال : ثنا محمدُ بنُ جعفرٍ ، قال : ثنا شعبةُ ، عن أبي بشرٍ ، عن سعيدِ بنِ جُبيرٍ ، عن ابنِ عباسٍ في هذه الآيةِ : ﴿ لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ﴾ . وقال : إنما هي خطأٌ مِن الكتَّابِ[1] : (حتى تستأذِنوا وتُسلِّموا)[2] .

حدَّثنا ابنُ المثنى ، قال : ثنا وَهْبُ بنُ جريرٍ ، قال : ثنا شعبةُ ، عن أبي بشرٍ ، عن سعيدِ بنِ جُبيرٍ بمثلِه ، غيرَ أنَّه قال : إنما هي : (حتى تَستأذنوا) . ولكنها سقَطَ مِن الكاتبِ .

١١٠/١٨ / حدَّثنا أبو كُريبٍ ، قال : ثنا ابنُ عطيةَ ، قال : ثنا معاذُ بنُ سليمانَ ، عن جعفرِ بنِ إياسٍ ، عن سعيدٍ ، عن ابنِ عباسٍ : ﴿ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ﴾ . قال : أخطأ الكاتبُ . وكان ابنُ عباسٍ يقرأُ : (حتى تَسْتأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا) . وكان يقرؤُها على قراءةِ أُبيِّ بنِ كعبٍ[3] .

حدَّثنا ابنُ بشارٍ ، قال : ثنا أبو عامرٍ ، قال : ثنا سفيانُ ، عن الأعمشِ أنه كان يقرؤُها : (حتى تَستأذِنوا وتُسلِّموا) . قال سفيانُ : وبلَغنى أنَّ ابنَ عباسٍ كان يقرؤُها : (حتى تَستأذِنوا وَتُسلِّموا) . وقال : إنها خَطأٌ مِن الكاتبِ[4] .

= وقال أبو حيان في البحر المحيط ٤٤٥/٦ : ومن روى عن ابن عباس أن قوله : ﴿ تستأنسوا ﴾ خطأ أووهم من الكاتب وأنه قرأ (حتى تستأذنوا) فهو طاعن في الإسلام ملحد في الدين ، وابن عباس بريء من هذا القول... . وقال ابن كثير في تفسيره ٣٨/٦: وهذا غريب جدًا عن ابن عباس .

(١) في م : « الكاتب » .

(٢) ذكره ابن كثير في تفسيره ٣٨/٦ عن المصنف ، وأخرجه البيهقي في الشعب (٨٨٠٤) ، والضياء في المختارة ٩٠/١٠ (٨٦) من طريق شعبة به ، وأخرجه الحاكم ٣٩٦/٢ ، والبيهقي في الشعب (٨٨٠٣) من طريق شعبة ، عن أبي بشر ، عن مجاهد ، عن ابن عباس بنحوه .

(٣) ذكره ابن كثير في تفسيره ٣٨/٦ .

(٤) تفسير سفيان ص ٢٢٤ بنحوه مختصرًا .

بار بار کہا گیا کہ دلیل اور استدلال علمائے اہل سنت سے ثابت کیا جائے لیکن عالم فاضل ابو ھشام اختتام تک اپنی رائے کو حرف آخر سمجھتے رہے!

ابوھشام کی طرف سے لرزہ خیز اعترافات

1- موجودہ قرآن کریم تحریف شدہ ہے!!

36000 آیات موجودہ قرآن کریم سے ضایع کردی گئیں!! خلفاء نے انہیں لکھا ہی نہیں!! (ابوھشام)

عام قارئین کے لئے ان کے جملے کی وضاحت کی جاتی ہے۔

ابوھشام کے مطابق سات حروف/سات قرآت قرآن کا نزول ہوا تھا، ہر ایک قرآت والا قرآن چھ ہزار کے آس پاس آیات پر مشتمل تھا۔

موجودہ قرآن کریم ایک قرآت قریشی پر مشتمل ہے۔ دوسری تمام قرآت کو صحابہ کرام نے ختم کردیا تھا۔

ابوھشام کے مطابق سات قرآت میں سے ایک قرآت کو باقی رکھا گیا ، باقی چھ قرآت (فی حصہ 6000 آیات) یعنی

36000 ہزار آیات معاذاللہ ضایع کردی گئیں!! صحابہ کرام نے قرآن میں لکھی ہی نہیں۔۔!!! مطلب موجودہ قرآن کریم معاذاللہ تحریف شدہ ہےَ!!

اصل حقیقت

اہل سنت کے نزدیک سات حروف مل کرایک قرآن نہیں بنتا بلکہ ہر ایک حرف اپنی جگہ مکمل قرآن کریم ہے، کیونکہ ہر قرآت میں آیات وہی ہیں صرف کچھ آیات میں کچھ الفاظ کا فرق تھا جو کہ ہم معنی الفاظ ہی تھے یعنی تمام حروف کے قرآن میں آیات ایک جیسی تھیں اور مفہوم بھی ایک۔

اہم بات:
سات حرف مل کر مکمل قرآن کریم نہیں بنتے
بلکہ ہر حرف اپنی جگہ پر مکمل قرآن کریم ہے۔

صحیح احادیث نبوی ﷺ کے مطابق
ہر حرف 👈 مکمل قرآن کریم، ہر حرف امت
کے لئے شافی و کافی
امت کو اجازت ہے کہ جس حرف کو پڑھنا
چاہے پڑھ سکتی ہے۔
امت کو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ تمام حروف
ایک ساتھ پڑھنا لازم ہے۔

2. علمائے اہل سنت حضرت ابن عباس کے قول کی مخالفت بیان کر رہے ہیں! (ابوھشام)

ابوھشام نے حضرت ابن عباس کے قول سے تحریف قرآن ثابت کرنے کے لئے جن علمائے اہل سنت کے اقوال پیش کیے ان سب میں تحریف کے اقرار کے بجائے تحریف کی نفی بیان کی گئی ہے اور تاویلات بیان کی گئی ہیں ، خود ابوھشام نے وائسز میں اس کا اعتراف بھی کیا۔

اہل سنت کا دوٹوک مؤقف

قرآن کریم میں رد و بدل کا قائل بھی کافر ہے۔ موجودہ قرآن کریم ہر دور میں متواتر چلا آ رہا ہے۔ اس قرآن کریم پر امت کا اجماع ہے!! اگر کوئی بدبخت موجودہ قرآن کریم میں ذرا برابر بھی شک کرے گا تو وہ اپنے ایمان کی فکر کرے۔

آج اگر کوئی قرآن کریم میں ذرا برابر شک کرے گا تو وہ کافر ہے کیونکہ اجماع کا منکر ہے! قرآن کی اس آیت کا منکر ہے جس میں اللہ عزوجل نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے!

♦ حضرت ابن عباس کا قول صحیح السند ہے۔(ابوھشام)

یاد رہے کہ اہل سنت کی طرف سے سند پر اشکال پیش نہیں کیا گیا تھا، ابوھشام اصول کافی کی روایت کا علمی رد نہ کر پائے اس لئے خفت مٹانے اور اپنے شیعوں کی تسلی کے لئے سند کو صحیح ثابت کر کے خوش ہوتے رہے ، جبکہ سند کو صحیح ثابت کرنا کوئی بڑا کارنامہ نہیں!! دلیل کی مضبوطی کے لئے ضروری ہے کہ سند ، متن اور استدلال کی تائید جیّد علمائے کرام سے ثابت ہو۔

ابوهشام کی فاش غلطی!

ابوهشام اپنے ٹرن میں چار پانچ وائسز اور چار تفصیلی تحاریر پیش کرنے کے بعد ختم شد لکھا تاکہ فریق مخالف جوابات دینا شروع کرے۔

اہل سنت کی طرف سے جوابات کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے سب سے پہلے اہم نکات پر مشتمل تحریر پیش کی گئی۔

139
مباحثہ شیعہ سنی علماء

🔴میری دلیل کا کمزور رد🔴
1️⃣ تاویل 👈 سترہ ہزار آیات کا مطلب سترہ ہزار نشانیوں کا نزول
رد: اگر روایت میں لفظ آیت کا مطلب نشانی ہے تو علامہ مجلسی نے نقص اور تغیر کے الفاظ کیوں بیان کئے؟
علامہ مازندرانی نے یہ کیوں بیان کیا کہ بعض قرآن کا ساقط ہونا اور قرآن میں تحریف ہونا تواتر سے ثابت ہے؟
2️⃣ تاویل 👈 قرآن کریم کے تین حصوں میں سے دو حصے منسوخ ہوگئے!! بعد میں خود ہی اس تاویل کا انکار👈 ناسخ و منسوخ کا تصور اہل تشیع کے ہاں موجود ہی نہیں ہے۔

🔴نتیجہ : متن کی تاویل 👈 ابھی تک نہیں کی جاسکے۔
سند پر اعتراض:
راوی احمد بن محمد اصل میں السیاری ہے، جو کہ ضعیف ہے۔
سند پر اعتراض:
راوی احمد بن محمد اصل میں السیاری ہے، جو کہ ضعیف ہے۔
🔶 پہلے کہا گیا کہ شیعہ علماء سے ثابت کیا جائے گا کہ راوی السیاری ہے، اب کہا جا رہا ہے کہ اصل راوی کون ہے ، کوئی نہیں جانتا، کوئی قرینہ موجود نہیں ہے!!
🔶 اگر راوی اتنا مشکوک تھا تو چار جیّد علماء کرام نے اس روایت کی توثیق و تائید کیسے بیان کردی؟؟
دلیل: احمد بن محمد السیاری نے اس روایت کو اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔
رد: السیاری کا اپنی کتاب میں اس روایت کا بیان کرنا ضعیف ہونے کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔
اشکال: اصول کافی کی روایت کی توثیق کئی شیعہ علماء کرام کرچکے ہیں۔ اگر راوی السیاری ہوتا تو اس کی توثیق کرنا ممکن نہیں تھا، اس سے واضح ہوتا ہے راوی السیاری نہیں ہوسکتا۔
👈 شیعہ جیّد علماء کرام کی توثیق کا انکار ذاتی رائے سے کرنے کے بجائے اقوال علماء کرام پیش کرنا ضروری ہے۔
⁉️ علامہ مجلسی اور دوسرے علماء کرام کی توثیق دراصل اجتہادی خطا ہے اور ان

اس کے بعد اصول کافی کی روایت کی توثیق دوبارہ پیش کی گئی۔

اگرچہ ابوھشام اپنا ٹرن مکمل کرچکے تھے ، لیکن فریق مخالف کے انداز سے سمجھ گئے کہ تین دن کا وقفہ بھی کچھ کام نہ آیا، گفتگو کو اپنی مرضی کے مطابق موڑنے کی تمام کوششیں ناکام ہورہی ہیں۔۔ پھر وہی ہوا جو عام طور پر شیعہ کرتے ہیں۔۔!!

فریق مخالف کے ٹرن میں زبردستی کی دخل اندازی اور ان وائسز میں ابوھشام کی جاہلانہ باتیں!!

136
مباحثہ شیعہ سنی علماء
Abu, Hyder, ابوهشا... ,(فرمان) ابومہدی معصومی
ابوهشام شیعہ مناظر
0:28
1:34
11:29 PM
ابوهشام شیعہ مناظر
You
1:34
0:31
11:29 PM
ابوهشام شیعہ مناظر
You
Photo
0:42
11:31 PM
ابوهشام شیعہ مناظر
0:19
11:31 PM
2:58
11:33 P

♦ فریق مخالف کو ڈانٹتے ہوئے کہا: شارحین اصول کافی پر بات نہ کریں، اپنی بات کریں! (ابوهشام)

اہل سنت کی طرف سے پیش کی گئی اصول کافی کی روایت پر استدلال اصل میں شارحین اصول کافی کی قابل اعتراض وضاحتیں ہی تھیں.
ابوهشام خود تو ان پر بات کرنے کو تیار ہی نہ تھے بلکہ فریق مخالف کو بھی زبردستی روکتے رہے۔

فریق مخالف کی شکل پر بارہ بج رہے ہیں! (ابوهشام)
اس قسم کے ذاتی حملے ابوهشام پہلے دن سے آخری دن تک بلکہ آخری وائسز میں بھی کرتے رہے!
اہل سنت کی طرف سے حتی الامکان کوشش کی گئی کہ ان کی عزت کی جائے اور کوئی توہین آمیز گفتگو نہ ہو.

غور طلب بات یہ ہے کہ فریق مخالف کی صورت واقعی پسند نہ تھی تو یہ گفتگو شروع ہی کیوں کی گئی؟؟
جب گفتگو میں ابوهشام بری طرح پھنس گئے اور اپنی عزت بچانا بھی ممکن نہ رہا تو یہی بہانہ ہاتھ آگیا کہ فریق مخالف کو فاسق کہہ کر خود کو مؤمن قرار دیا جا سکے!!

بحرحال...حجت تمام کرتے ہوئے اہم نکات دوبارا پیش کردئے گئے اور آخری وائس میں ابوهشام کو ان کی غلطیاں بتا کر گروپ چھوڑ دیا گیا۔

136
مباحثہ شیعہ سنی علماء
Abu, Hyder, ...ابوھشا ,(فرمان) ابومہدی معصومی
2:58
11:33 PM
ابوھشام شیعہ مناظر
You
2:58
0:46
11:35 PM
ابوھشام شیعہ مناظر
0:23
11:35 PM
1:39
11:36 PM
You left

میری دلیل کا کمزور رد

تاویل	سترہ ہزار آیات کا مطلب سترہ ہزار نشانیوں کا نزول
رد:	اگر روایت میں لفظ آیت کا مطلب نشانی ہے تو علامہ مجلسی نے نقص اور تغیر کے الفاظ کیوں بیان کئے؟ علامہ مازندرانی نے یہ کیوں بیان کیا کہ بعض قرآن کا ساقط ہونا اور قرآن میں تحریف ہونا تواتر سے ثابت ہے؟
تاویل	قرآن کریم کے تین حصوں میں سے دو حصے منسوخ ہوگئے!! بعد میں خود ہی اس تاویل کا انکار ناسخ و منسوخ کا تصور اہل تشیع کے ہاں موجود ہی نہیں ہے۔
نتیجہ :	متن کی تاویل ابھی تک نہیں کی جاسکے
سند پر اعتراض:	راوی احمد بن محمد اصل میں السیاری ہے، جو کہ ضعیف ہے۔

◆ پہلے کہا گیا کہ شیعہ علماء سے ثابت کیا جائے گا کہ راوی السیاری ہے، اب کہا جا رہا ہے کہ اصل راوی کون ہے ، کوئی نہیں جانتا، کوئی قرینہ موجود نہیں ہے!!

◆ اگر راوی اتنا مشکوک تھا تو چار جیّد علماء کرام نے اس روایت کی توثیق و تائید کیسے بیان کردی؟؟

دلیل: احمد بن محمد السیاری نے اس روایت کو اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔

رد: السیاری کا اپنی کتاب میں اس روایت کا بیان کرنا ضعیف ہونے کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔

اشکال: اصول کافی کی روایت کی توثیق کئی شیعہ علماء کرام کرچکے ہیں۔ اگر راوی السیاری ہوتا تو اس کی توثیق کرنا ممکن نہیں تھا، اس سے واضح ہوتا ہے راوی السیاری نہیں ہوسکتا۔

شیعہ جیّد علماء کرام کی توثیق کا انکار ذاتی رائے سے کرنے کے بجائے اقوال علماء کرام پیش کرنا ضروری ہے۔

علامہ مجلسی اور دوسرے علماء کرام کی توثیق دراصل اجتہادی خطا ہے اور ان کی تصحیح شیعہ علماء کرام سے دکھائی جائے۔

آخری نتیجہ پڑھنے والوں پر چھوڑا جاتا ہے۔